محدثِ اعظم پاکستان

اکابرین ومعاصرین کی نظر میں



از قلم
علمبردار مسلکِ اعلیٰ حضرت
علامہ حسن علی رضوی میلسی بریلوی

شعبۂ نشر و اشاعت
تحریک اتحادِ اہلسنّت (پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

اخلاص میں بڑی برکت ہے اور محنت میں بڑی عظمت ہے۔ یہ محاورے اور فقرے زبانِ زد خاص وعام ہیں۔ دنیا جانتی ہے، اکابر واصاغر کو اعتراف ہے نائبِ اعلیٰ حضرت، مظہر صدر الشریعہ سیّدی حضرت محدثِ اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب بانی دار العلوم مظہر الاسلام بریلی شریف و بانی دار العلوم مظہر الاسلام فیصل آباد کا اخلاص اور جذبۂ محنت وخدمت دینِ متین مثالی تھا۔ تدریس وتبلیغ کے ذریعہ حضرت ممدوح نے جو ناقابلِ فراموش یادگار مثالی خدمات انجام دیں اس کا اعتراف اکابرین ومعاصرین (ان کے دور کے علماء) نے بَرملا فرمایا۔ آج کی دنیا میں عموماً مرید اپنے پیر کی اور شاگرد اپنے استاد کی تعریف وتوصیف کرتا ہے بلاشبہ یہ ایک سعادت مندی ہے لیکن حضرت محدثِ اعظم علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز کی وہ عظیم وجلیل شخصیت مقدسہ ہے کہ آپ کے اساتذہ، آپ کے مشائخ اور آپ کے اکابرین ومعاصرین آپ کی عظمت وشخصیت کا اقرار واعتراف کرتے نظر آتے ہیں۔ چند مسلمہ اکابر کرام کی آراء عالیہ ملاحظہ ہوں۔

سیّدنا حجۃ الاسلام شہزادۂ اعلیٰ حضرت

مولانا الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی، بانی واولین سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف قدس سرہ فرماتے ہیں:

بجاں	دار	ودلدار	و	سردار	احمد
کہ	جملہ	رسل	راست	سردار	احمد
بنہ	سر	بخاک	در	دار	احمد
تمامی	رسل	راست	سردار	احمد	

واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت محدثِ اعظم قدس سرہ نے جامعہ معینیہ عثمانیہ درگاہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آٹھ سال کے بعد تحصیل علم فرما کر بریلی شریف مراجعت فرمائی ۔ مرکز اہلسنّت دارالعلوم جامعہ رضویہ منظرالاسلام بریلی شریف میں آپ کی اور آپ کے قابلِ فخر ہم درس وہم سبق رفقاء کی دستار بندی وجبہ پوشی ہوئی جن میں مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد محترم صدر العلماء مولانا سیّد غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت علامہ ارشد القادری ، حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین قادری رضوی حیدرآباد دکنی کے استاد محترم حافظِ ملت علامہ عبدالعزیز بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ قدس اسرارہم جیسے جلیل القدر اکابر اہلسنّت شامل تھے۔ محدثِ اعظم پاکستان اس مبارک جماعت میں سرفہرست تھے۔ حضرت علامہ فضل حق رامپوری مجددی پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور نے امتحان لیا تو محدثِ اعظم نمایاں حیثیت اور خصوصی استعداد کے باعث کامیاب ہونے والوں میں سرفہرست تھے۔ آپ کی فن تدریس میں بے مثال مہارت واستعداد کے باعث شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیّدنا امام حجۃ الاسلام مولانا الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ نے آپ کو مرکزی دارالعلوم منظرالاسلام بریلی شریف میں پہلے ہی سال مدرس دوم اور ناظمِ تعلیمات مقرر فرما دیا۔

آپ نے پہلے ہی سال درسِ نظامی کی متوسط اور بالائی کتب انتہائی مہارت ومحنت سے پڑھائیں جو کتاب بھی سامنے آتی بے دریغ پڑھاتے بلکہ اس زمانہ کے طلباء حضرت حجۃ الاسلام مہتمم منظرالاسلام سے درخواست کرتے کہ ہمارے اسباق مولانا سردار احمد صاحب کے پاس کردیئے جائیں۔ ایک بار حضرت محدثِ اعظم جامعہ رضویہ منظرالاسلام بریلی شریف میں حمداللہ پڑھا رہے تھے سیّدنا امام حجۃ الاسلام قدس سرہ ایک طرف چھپ کر آپ کا اندازِ تدریس ونکتہ آفرینی ملاحظہ فرماتے رہے اور پھر اچانک سامنے رونق افروز ہوئے اور مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: مولانا میرے دل میں ابھی آپ کے متعلق خیال آیا اور اپنے قلم سے یہ تحریر فرما کر عطا فرمایا۔

بجاں دار ودلدار و سردار احمد
کہ جملہ رسل راست سردار احمد

جب حضرت صدرالشریعہ بدرالطریقہ حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی ومصنف بہارشریعت قدس سرہ مدرسہ جامعہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ نواب ابوبکر مرحوم کی دعوت پر بطورِ صدرالمدرسین جانے لگے تو حضرت امام حجۃ الاسلام مولانا الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قدس سرہ نے محدثِ اعظم پاکستان کو یادگارِ اعلیٰ حضرت، مرکزِ اہلسنّت جامعہ رضویہ منظرالاسلام میں صدرالمدرسین وشیخ الحدیث مقرر فرمادیا۔ مفسرِ اعظم ہند، نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں قدس سرہ، فقیہہ العصر علامہ مفتی محمد اعجاز ولی رضوی بریلوی علیہ الرحمہ اور حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم شاہ عالم گجرات وشیخ الحدیث دھوراجی کاٹھیا واڑ وشیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول، براؤن شریف

سدھارت نگر یوپی جیسے جلیل القدر فقہاء ومحدثین نے اسی دوران محدثِ اعظم سے پڑھا۔ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ ریاست الور میں تبلیغی دورہ پر تھے، اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا حماد رضا خاں نعیمی میاں کی تعلیم وتربیت کے لئے حضرت محدثِ اعظم کو بدیں الفاظ مکتوب تحریر فرمایا:

عزیز محترم، فاضل محتشم مولانا المکرم مولوی سردار احمد صاحب سلمہ

السلام علیکم......... آپ کی ہمدردی سے دل خوش ہوا، دعا کرتا ہوں مولیٰ تعالیٰ آپ کو شادوآباد رکھے اور آپ کے علم وفیوض سے اہلسنّت کو مستفید فرمائے۔ نعمانی سلمہ کی تعلیم وتربیت واخلاق کی طرف توجہ فرمانا فقیر کے لئے احسان ومنت ہے۔

والسلام

فقیر محمد حامد رضا غفرلہ، الور

تاج العلماء مفتی محمد میاں برکاتی

سیّدنا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت کے پیر خانہ آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف ایٹہ کے سجادہ نشین وشیخ طریقت تھے، حضرت محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ کے نام اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

۷۸۶............ مولانا المکرم دام بالکرم پس از تسلیم مع التکریم معروض کرمنامہ موصول ہوا وہ سب آپ کی خوبیٔ نیت اور حسن نظر ہے۔ مولانا ضیاء الدین صاحب کو میں خود آپ کے اس بیان کے متعلق مطلع کر چکا ہوں اور مولانا حشمت علی صاحب کو بھی واقعیت بتادی ہے .... میں آپ کی پریشانی سے بہت پریشان ہوتا ہوں..... مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو آپ کے ایسے حامیانِ دین وملت وپیشوایانِ دین کی

خدمت کی توفیق دے۔ (آمین) سوداگری محلہ والوں کے اختلاف مولیٰ تعالیٰ فوراً دور فرمائے اور وہ آپ کی واقعی دینی قدر جانیں۔آمین ثم آمین

محمد میاں قادری

(خادم سجادہ آستانہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریعت، ۴ شعبان ۵۶ھ)

یہ اس زمانہ کا مکتوب گرامی ہے جب مناظرہ بریلی شریف میں عظیم الشان کامیابی اور عدیم المثال فتح ونصرت کے بعد حضرت صدرالشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمۃ اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیّدنا مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی قدسرہ محدثِ اعظم کو حسبِ ضروریات خاص واہم مقامات پر مناظروں اور جلسوں کے لئے بھیج دیا کرتے تھے جس سے مہتمم صاحب کو کچھ ناگواری ہوتی تھی۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پیرخانہ کے سجادہ نشین نے حضرت محدثِ اعظم کی تائیدوحمایت فرمائی تھی۔

صدرالصدورصدرالشریعہ

مولانا محمد امجد علی اعظمی مصنف بہارِ شریعت قدس سرہ، آپ کے استادِ محترم ہیں اور سیّدنا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت کے خلیفۂ اعظم ہیں، فرماتے ہیں: مولانا سردار احمد صاحب میری داہنی آنکھ ہیں۔(ماہنامہ اشرفیہ، جامعہ اشرفیہ مبارکپور، حافظِ ملت نمبر)

حضرت صدرالصدور، صدرالشریعہ اور سیّدنا امام حجۃ الاسلام، خلف اکبر وسجادہ نشین اعلیٰ حضرت نے حضرت محدثِ اعظم کو باہمی مشورہ سے آپ کی استعداد قابلیت وفن تدریس میں بے مثال مہارت کے باعث مرکز اہلسنّت ، یادگارِ

اعلیٰ حضرت، مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر الاسلام بریلی شریف میں مدرس دوم اور ناظمِ تعلیمات مقرر فرمایا۔

حضرت صدرو الصدور صدر الشریعہ نے محدثِ اعظم پاکستان کو ۱۳۵۴ھ میں مناظرہ بریلی میں بے مثال کامیابی پر آستانہ عالیہ رضویہ پر اپنی طرف سے عظیم الشان جلسہ تہنیت منعقد کر کے تاج الفتح پہنایا۔

متحدہ ہندوستان میں ایک بار ہندو مسلم فسادات کے دوران یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مولانا سردار احمد صاحب شہید کر دیئے گئے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ قدس سرہ کو شدید صدمہ و ملال ہوا۔ آپ نے اپنے زیر اہتمام قرآنِ خوانی کا اہتمام کرایا، قرآنِ عظیم کے متعدد ختم ہوئے اور حضرت صدر الشریعہ نے سیرت و عظمت محدثِ اعظم پاکستان پر خود شاندار تقریر فرمائی، ایصالِ ثواب کیا گیا۔ جب اخبارات میں اس غلط خبر کی تردید مولانا حافظ عبد الحمید خاں میرٹھی کی طرف سے شائع ہوئی تو ایک صاحب تقریباً دن کے دو بجے اخبار لے کر حضرت صدر الشریعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ مولانا سردار احمد صاحب بخیر و عافیت صحیح سلامت زندہ ہیں تو حضرت صدر الشریعہ نے اپنے دولت کدہ گھوسی شریف سے مولانا سبحان اللہ صاحب کو فرمایا ابھی ڈاک خانہ جاؤ اور بریلی شریف مولانا سردار احمد صاحب کو تار کر دو کہ جس حالت میں ہیں فوراً گھوسی آجائیں اور بذریعہ تار آنے کی تاریخ سے مطلع کر دیجئے۔ جس روز حضرت محدثِ اعظم گھوسی رونق افروز ہونے والے تھے، صدر الشریعہ نے خود انتظامات کرائے، اپنی نگرانی میں خود بیٹھک کی صفائی کرائی۔ شاندار جلسہ محفلِ میلاد شریف کا انعقاد کرایا۔ علمائے کرام اور اپنے تلامذہ و احباب کو صبح سویرے نماز کے بعد

ریلوے اسٹیشن پر استقبال کے لئے روانہ فرمایا اور جب آپ کو حضرت محدثِ اعظم پاکستان کی تشریف آوری کا علم ہوا اپنے دولت کدہ قادری منزل سے نکل کر ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے۔ سرراہ دونوں استاد وشاگرد کی ملاقات ہوئی، مصافحہ و معانقہ کرتے ہوئے دونوں حضرات آبدیدہ ہوگئے۔ صدرالشریعہ آپ کو زندہ وسلامت دیکھ کر حمد الٰہی بجالائے اور اپنے دولت کدہ قادری منزل میں محفلِ میلاد میں آپ کی بصیرت افروز تقریر کروائی اور صدرالشریعہ نے خود اپنے خطاب میں بہت سے تعریفی اور دعائیہ کلمات کے ذریعہ محدثِ اعظم کو خراجِ تحسین پیش فرمایا۔ (سوانح صدرالشریعہ، ص ۱۱۴، ۱۱۳)

شیخ المشائخ مولانا علی حسین اشرفی میاں

آئینہ جمالِ غوثیت، شیخ المشائخ اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کچھوچھوی نے جب محدثِ اعظم پاکستان کو بحیثیت طالب علم آستانہ خواجہ غریب نواز سلطان الہند اجمیری پر ایک متقی و پرہیز گار عابد و زاہد طالب علم کے طور پر دیکھا تو اپنے سلسلہ عالیہ کی اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا، کلاہ وعصا عطا فرمایا۔

صدرالافاضل مرادآبادی

خلیفہء اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ محدثِ اعظم پاکستان کے وجودِ گرامی کو کس قدر غنیمت سمجھتے تھے اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جب متحدہ ہندوستان میں بعض اخبارات میں آپ کی شہادت کی خبر شائع ہوئی تو صدرالافاضل نے فرمایا اگرچہ دل نہیں مانتا ایسا ہوا ہو مگر ہمارے عقیدہ ومسلک میں زندوں کو بھی ثواب پہنچایا جاسکتا ہے لہٰذا صدرالافاضل نے اپنے جامعہ نعیمیہ

مراد آباد میں ایصالِ ثواب خود فرمایا اور جب بعد میں اس غلط خبر کی تردید اخبارات میں شائع ہوئی تو حضرت صدر الافاضل بریلی شریف حضرت محدث اعظم کو ملنے اور دیکھنے کے لئے مسجد بی بی صاحب بہاری پور بریلی شریف رونق افروز ہوئے۔ محدثِ اعظم پاکستان ایک درسی کتاب کا مطالعہ فرمارہے تھے صدر الافاضل علیہ الرحمہ چپکے سے آئے اور ''السلام علیکم'' فرما کر آپ کی پیشانی مبارک کو چوم لیا، سینہ سے لگایا، دعائیں دیں۔ آپ کو بخیر وعافیت دیکھ کر دُعائیں دیں، خیریت معلوم کر کے اسی وقت واپس مراد آباد تشریف لے گئے، فرمایا میں صرف آپ کو دیکھنے کے لئے ہی آیا تھا۔

جب حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے سلسلہ میں بہت زیادہ مصروف ہو گئے تو دورۂ حدیث کے طلباء کو محدثِ اعظم پاکستان کی خدمت میں بریلی شریف دار العلوم مظہر الاسلام میں بھیجا کرتے تھے چنانچہ جب حضرت مخدوم پیر سیّد جماعت علی شاہ پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر حضرت علامہ قطب الدین صاحب جھنگوی اپنے صاحبزادہ حضرت علامہ عبد الرشید صاحب رضوی جھنگوی کو دورۂ حدیث شریف کے لئے صدر الافاضل کی خدمت میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد لے گئے تو حضرت صدر الافاضل سنی کانفرنس کے سلسلہ میں بہت مصروف تھے۔ حضرت صدر الافاضل نے مولانا علامہ عبد الرشید صاحب جھنگوی کو دورۂ حدیث پڑھنے کے لئے سفارشی مکتوب دے کر محدثِ اعظم پاکستان کی خدمت میں دار العلوم مظہر الاسلام بریلی شریف میں بھیج دیا۔ (ماہنامہ ''نوری کرن'' بریلی شریف محدثِ اعظم نمبر و تذکرہ محدثِ اعظم وغیرہ)

صدر الافاضل اکثر جلسوں میں اور اہم کانفرنسوں میں اپنے ہمراہ لے

جاتے تھے۔ بدایوں، میرٹھ، دہلی، لاہور، مین پوری، امرتسر کے اہم جلسوں کے خطوط وپوسٹر اس پر شاہد ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا دعوت نامہ حضرت صدرالافاضل نے حضرت محدثِ اعظم پاکستان کو خود اپنے مبارک قلم سے یوں ارقام فرمایا تھا۔

۹۲/۸۶۷، ۱۴ اپریل ۱۹۴۶ء

بملاحظہ عالم جلیل مولانا الحاج مولوی سردار احمد صاحب، صدرالمدرسین،

السلام علیکم:

مولانا المکرم سلمہ بنارس سنی کانفرنس کے اجلاس ۲۷۔۲۸۔۲۹۔۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو ہوں گے۔ آپ کی شرکت اس کانفرنس کی روح ہے۔ ۲۶ اپریل کی شام ۲۷ کے دن میں بنارس رونق افروز ہوجایئے، مصارف سفر یہیں ادا کئے جائیں گے۔ حضرت مفتیٔ اعظم دام مجدہم اور بریلی سنی کانفرنس کے اراکین کی خدمت میں میری طرف سے التماس شرکت کے لئے عرض کر دیجئے۔ والسلام

جواب کا انتظار رہے گا۔

محمد نعیم الدین عفی عنہ

از بنارس کینٹ اسٹیشن، ڈیری

شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیّدنا مفتیٔ اعظم

مولانا شاہ ابوالبرکات محی الدین آل الرحمن علامہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی سجادہ نشین، آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف قدس سرہ العزیز نے کسی بھی صورت میں محدثِ اعظم پاکستان کو بریلی سے جانے نہ دیا۔ ایک بار امرتسر اور

جالندھر اور علاقہ صوبہ سندھ کے علماء واحباب نے بہت زور لگایا اور ایک بار نواب صاحب آف بہاولپور نے اپنے یہاں کے جامعہ کے شیخ الحدیث وصدر المدرسین کے طور پر بہت کوشش کی اور سولہ مربعہ اراضی بطورِ ہدیہ ونذر پیش کرنا چاہی کہ آپ بہاولپور تشریف لے آئیں لیکن سیّدی سندی سرکار حضور مفتیٔ اعظم سجادہ نشین بریلی شریف نے آپ کو بریلی کی مرکزیت اور آپ کی لازوال بے مثال خدمت کو دیکھتے ہوئے کہیں جانے نہ دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ منظر الاسلام، مظہر الاسلام میں رونق افروز ہوئے اور دوسرا وقت وہ تھا جب آپ ۱۹۴۷ء میں قیامِ پاکستان کے وقت اپنے آبائی وطن بٹالہ گورداسپور سے فسادات کے باعث بحیثیت مہاجر پاکستان معہ اہل وعیال منتقل ہوئے۔ ساروکی گوجرانوالہ، بھکی شریف ابتدائی قیام فرمایا تو حضرت صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی رضوی مصنف بہارِ شریعت نے آپ کو بدیں الفاظ مکتوب گرامی تحریر فرمایا تھا:

عزیزم سلمہ: السلام علیکم

ادعیہ وافرہ کے بعد واضح ہوا کہ تمہارا خط بریلی کا بھیجا ہوا موصول ہوا۔ خیریت معلوم ہوئی کہ تم مع الخیر بریلی پہنچ گئے۔ تمہارے ہر خط کا جواب میں نے روانہ کیا ہے۔ پاکستان سے جو خط تم نے بھیجا تھا اس کا جواب چھوٹے مولانا صاحب (حضرت مفتی اعظم) کے خط میں لکھ دیا تھا۔ اجمیر شریف سے تم نے جو خط بھیجا اس کا جواب بریلی محلہ سودگراں کے پتہ پر تمہارے نام روانہ کیا۔ پچھلے خط کا جواب آج روانہ کرتا ہوں، مکان کی (تعمیر) کی وجہ سے اتنی زیادہ مشغولیت ہے کہ فرصت نہیں ملتی۔ بریلی شریف ہم تمام اہلسنّت کے لئے مرکز ہے اور وہ تقریباً کام کرنے والے

سے خالی ہے وہاں کسی بلکہ کئی اچھے کارکن کی سخت ضرورت ہے میرا خیال ہے کہ چھوٹے مولانا (مفتی اعظم صاحب) تمہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ پہلے تم گورداسپور میں رہتے تھے اور اب گوجرانوالہ میں رہو گے کچھ بہت زیادہ فرق نہیں، صرف راستہ کی بدامنی ہے جس کی وجہ سے وہ جگہ دور ہوگئی۔ کچھ دنوں بعد یہ بات جاتی رہے گی، مسبب الاسباب کوئی سبب پیدا فرمادے گا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ بال بچوں کے پاس رہنا یا قریب میں رہنا ہر شخص پسند کرتا ہے مگر دین دار کے لئے خدمتِ دین ضروریاتِ دین کا خیال سب سے مقدم ہوتا ہے میں مجبور نہیں کرتا مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ تم خود غور کرو اور جو صورت زیادہ تر دین کے لئے مفید ہو اسے اختیار کرو۔ فقیر تمہارے دیکھنے کا بہت زیادہ مشتاق ہے دیکھنا چاہیے کہ اب تم سے کب ملاقات ہوتی ہے۔ مفتی اعظم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کردینا۔

والسلام

فقیر ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی غفرلہ

اس مکتوب میں بریلی شریف بدستور قیام فرمانے کی ترغیب دی جارہی ہے اور یہی شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم قبلہ کی خواہش ظاہر ہوئی کہ چھوٹے مولانا صاحب (مفتی اعظم) تمہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے، دونوں حضرات اکابر کرام کی مقدس خواہشوں سے پتہ چلتا ہے کہ مرکز بریلی شریف کے لئے حضرت سیّدی محدثِ اعظم پاکستان کا وجود کتنا غنیمت اور کتنا لازمی وضروری تھا۔ (مکتوب صدرالشریعہ ملخصاً)

حضرت سیّدی محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے انتقال پُرملال پر بریلی

شریف کے موقر ماہنامہ ''نوری کرن'' نے عظیم الشان فقید المثال خصوصی محدثِ اعظم پاکستان نمبر شائع کیا تھا جس میں اکابر علماء کرام ومشائخ اہلسنّت کے تاثرات ومضامین تھے۔شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب نوری بریلوی قدس سرہ نے لوح تاریخ وصال کے ذیل میں بکثرت تاریخی مادے نکالے اور مرتب فرمائے تھے، جو رقم طراز ہیں

فیضانِ تام، فیضانِ اتم	۱۳۸۲ھ
منبع کرم مقبول عصر امیر العلماء	۱۳۸۲ھ
آئینہ اسرار مقصود آفاق زین دانش	۱۳۸۲ھ
آئینہ اسرار مقصود آفاق زین دانش	۱۳۸۲ھ
ہادی بستان، رہبر اسلام نور الہدیٰ	۱۳۸۲ھ
مولانا الاوحد الاسد الاسد الاسعد ارشد بحر علم	۱۳۸۲ھ
دقیقۂ فہم، رفیع المرتبت	۱۳۸۲ھ
زبدہ عالم، عالمِ نبیل وفاضلِ جلیل	۱۳۸۲ھ
متوکل سراپا برکت، فہیم عصر، مدرس بے مثال	۱۳۸۲ھ
حاوی فروع واُصولِ محقق، معقول ومنقول، عزیز اولیاء	۱۳۸۲ھ
حقائق آگاہ ومعارف دستگاہ علامہ زمانہ	۱۳۸۲ھ
سعادت ماب مولوی محمد سردار احمد صاحب	۱۳۸۲ھ
ذکی ومحدث باکمال	۱۳۸۲ھ
رضی عنہ مولاہ الصمد	۱۳۸۲ھ

(مستخرجہ۔۔۔سیّدنا مفتی اعظم العلامہ مصطفی رضا بریلوی)

میرا چاند

میرا چاند کے زیر عنوان شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیّدنا مفتی اعظم تحریر فرماتے ہیں: ''آہ میرا روشن چاند جاتا رہا''

غروبِ مہِ صلحاء، وہ میرا چاند تھا جو بڑھتا ہی رہا، کبھی نہ گھٹا جو اپنی گفتار اپنی رفتار، اپنے کردار سے فتنوں، فسادوں وگمراہی کی ہر گھٹا کو دفع کرتا ہی رہا۔ کبھی گھٹاؤں میں نہ چھپا، کتنی ہی دھولیں اڑیں، کتنا ہی گھٹا ٹوپ چھایا وہ چمکتا جگمگاتا ہی رہا۔ وہ میرا چاند تھا۔ جو اوج پر چڑھتا ہی گیا کبھی نہ اترا، وہ اوج پر پہنچا جہاں تک اس کے رب جل جلالہ وعم نوالہ نے اسے بلند فرمایا۔ وہ میرے دین کا چاند تھا۔ دین کا چاند بڑھتا ہی رہتا ہے، آسمانِ دنیا کے چاند کی طرح بار بار گھٹتا اور اترتا اور اتر کر غائب نہیں ہوتا، وہ میرا چاند تھا جو بہت قلیل عرصہ میں حیرت انگیز ترقی منازل کرتا کرتا منزل غفر پہنچا۔ ''غفرلہ المولی تعالیٰ لہ ولوالدیہ ولجمیع الاساتذتہ'' امین ۔ وہ میرا چاند صدر الشریعہ کا چاند، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کا چاند، علم قرآن وحدیث وفقہ وغیرہ کا چاند، اس محبوب سبحانی غوثِ صمدانی کا چاند تھا جس نے فرمایا تھا اس آسمانِ دنیا کے چاند کے لئے اب ایسے ہزار چاند آئیں، گم ہم میں ہوں اور پتہ نہ پائیں وہ میرا چاند تھا۔ جس نے قلیل عرصہ میں ہندوستان و پاکستان کے گوشہ گوشہ میں اپنا نور پھیلایا۔ وہ میرا چاند تھا جس کا چاند نہ آسمان دنیا کے چاند کی چاندنی کی طرح محض سطحی نہ تھا بلکہ دلوں کی گہرائیوں میں پہنچا۔ وہ میرا چاند تھا جس نے ہندوستان و پاکستان میں بنام مظہر الاسلام دو مدرسے قائم کئے جس سے دینی چاند تا قیام قیامت ان شاء

اللہ پیدا ہوتے اور دنیا کو جگمگاتے رہیں گے۔ وہ میرا چاند تھا جس کی چاندنی رہتی دنیا تک دنیا میں قائم ودائم رہے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ میری دعا ہے کہ مولائے کریم جل جلالہ وعم نوالہ اس کی قبر کو اپنے چاند علیہ السلام کے نور سے معمور فرمائے، اس پر اپنی رحمت کے پھول برسائے، اسے ریاضِ جنت کی طرح کرے۔ آمین

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

(ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، محدثِ اعظم نمبر، ص ۵ تا ۷)

سیّدنا مفتیٔ اعظم کے منظوم احساسات

شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیّدنا علامہ الشاہ مصطفی رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے محدثِ اعظم کے وصال پر اپنے منظوم احساسات کی ایک طویل نظم ومنقبت بھی ارقام فرمائی، فرماتے ہیں:

کہا کہوں میں ہائے کیا جاتا رہا
آہ دل کا حوصلہ جاتا رہا

سنیوں کا دل نہ بیٹھے کس طرح
زور ان کے قلب کا جاتا رہا

قوتِ دل طاقت دل زور دل
اس کے جانے سے میرا جاتا رہا

وہ محدث وہ محقق وہ فقیہ
عالم علم ہدیٰ جاتا رہا

اس زمانے کا محدث بے مثال

جس کا ثانی ہی نہ تھا جاتا رہا
چل بسا دنیا سے استاد شفیق
مایۂ لطف و عطا جاتا رہا
جو مرقع تھا جمال و حسن کا
وہ نگار اولیاء جاتا رہا
مولوی سردار احمد اٹھ گئے
لطف سارا درس کا جاتا رہا
مسند آرائے سریر علم تھا
صدر دین مصطفی جاتا رہا
غوثِ اعظم قطبِ عالم کا غلام
نائبِ شاہِ رضا جاتا رہا
غوثِ اعظم خواجۂ اجمیر کا
وہ مجسم فیض تھا جاتا رہا
فیض سے داتا کے مالا مال تھا
گنج بخش علم تھا جاتا رہا
پیکر رشد وہدیٰ تھا بالیقین
مظہر احمد رضا جاتا رہا
تھا بہر حالت رضائے حق سے کام
آہ فانی فی الرضا جاتا رہا

حضرت صدرالشریعہ کا وہ چاند
میرا مہر پُر ضیاء جاتا رہا
اعظم خلفاء تھا پاکستان میں
جانشین مصطفیٰ جاتا رہا
دیو کا سر کاٹ کر نوری کہو
چاند روشن علم کا جاتا رہا

نوٹ: یہ منظوم احساسات کسی مرید وشاگرد یا عقیدت مند کی مبالغہ آمیزی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کے مسلمہ مفتی اعظم، شیخ الشیوخ، شیخ العالم، شہزادۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہما کے منظوم تاثرات واحساسات ہیں جو ابتدائی درسی کتب میں حضرت محدثِ اعظم پاکستان کے استاد بھی ہیں۔

پیر سیّد طاہر علاؤالدین قادری بغدادی

حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ بغداد کی اولادِ امجاد سے تھے۔ اپنے ایک عربی مکتوب میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ حضرت علامہ مفتی ابوسعید محمد امین صاحب سابق مفتی جامعہ رضویہ نے کیا تھا، کا اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔

یدُ اللہ علی الجماعۃ

"مولانا العلامہ مولوی سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل سنت وجماعت کے علماء پاکستان میں سے بہترین تھے اور علومِ اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں یدطولیٰ رکھتے تھے اور جیسے کہ علامہ موصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقِ صادق تھے، اسی طرح وہ سیّدنا غوثِ صمدانی، ہیکل نورانی عبدالقادر محی السنۃ والدین قدس اللہ روحہ کے محب

ومرید تھے ۔ علامہ مغفور نے مساجد اور مدارس دینیہ رضویہ کی تعمیر وترویج میں بڑی خدمات انجام دیں اور سعی بلیغ فرمائی ۔ طلباء ان مدارس سے فاضل علماء بن کر نکلتے ہیں نیز محدثِ اعظم پاکستان فقیر معذوروں کے مددگار تھے ۔ (مکتوب بحوالہ ہفت روزہ ''محبوبِ حق'' ۱۳ دسمبر ۱۹۶۲ء وکتاب محدثِ اعظم ، صفحہ ۳۷۳)

حضرت علامہ مفتی محمد مجیب الاسلام نسیم اعظمی شیخ الحدیث ادری اعظم گڑھ کا بیان ہے کہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے آپ کو سند خلافت عطا فرماتے وقت ''ولا الاعز'' لکھا تھا اور فرمایا کہ اگرچہ مولانا سردار احمد صاحب کو میں نے (بھی) پڑھایا مگر آج وہ اس قابل تھے کہ مجھے پڑھاتے ۔ (ماہنامہ نوری کرن ، بریلی شریف ، مارچ اپریل ۱۹۶۳ء ، صفحہ ۱۳)

ملک العلماء فاضل بہاری

خلیفہ وتلمیذ اعلیٰ حضرت علامہ محمد ظفر الدین احمد قادری رضوی پٹنہ صوبہ بہار فقیر کے نام اپنے ایک اہم مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں : مولانا سردار احمد صاحب کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں ، ان کا زمانہ طالبِ علمی بھی دیکھا اور زمانہ درس وتدریس بھی دیکھا ، نہایت ذی علم فاضل و مدرس ہیں ۔ (مکتوب ملک العلماء فاضل بہاری علیہ الرحمۃ الباری)

سراج المشائخ

زین العارفین ، عینا لذاکرین سیّدنا شاہ محمد سراج الحق صابری صاحب قادری چشتی کرنالوی سجادہ نشین حضرت بُوعلی شاہ قلندر پانی پت رحمۃ اللہ علیہ سے محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اجازت وخلافت حاصل

ہے۔ حضرت مخدوم نے جب ایامِ طفولیت میں محدثِ اعظم پاکستان کو دیکھا تو فرمایا ''ماشاءاللہ یہ صاحبزادہ عظیم انسان ہوگا ان کے خوان جودوسخا سے ہزاروں فیض یاب ہوں گے'' (روزنامہ ''حالات'' لاہور محدث اعظم پاکستان نمبر و تذکرہ محدثِ اعظم)

جب حضرت محدثِ اعظم پاکستان آستانہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز پر زیر تعلیم تھے اور سیڑھیوں سے پھسل کر گرنے کے باعث آپ کے سر میں چوٹ لگ گئی تھی تو سیّدنا شاہ محمد سراج الحق قدس سرہ اجمیر شریف آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تھے۔ سیّدنا سراج المشائخ نے اپنی نمازِ جنازہ کے لئے سیّدنا محدثِ اعظم علیہ الرحمہ کو مقرر فرمایا تھا۔

فاضلِ جلیل علامہ حسنین رضا علیہ الرحمۃ

سیّدنا مجددِ اعظم کے برادرزادہ وخلیفہ مجاز ہیں۔ حضرت استادِ زمن مولانا حسن رضا حسن بریلوی علیہ الرحمۃ کے فرزند دلبند ہیں، فرماتے ہیں: مولانا سردار احمد صاحب کی مختصر زندگی اپنے اندر حیرت انگیز کرشمے رکھتی ہے۔ وہ سات آٹھ سال کی مدت میں (مرکز اہلسنّت) منظر الاسلام بریلی کے ایک بڑے اور قابل مدرس تھے اور رضوی دارالافتاء کے ایک ممتاز مفتی اور منبر وعظ پر ایک خوش بیاں واعظ تھے، میدانِ مناظرہ میں ماہر وقابل مناظر تھے، وہ اس تھوڑی سی مدت میں اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں ترقی کرنے والے بڑی کوشش سے بیس، پچیس سال میں پہنچ پاتے ہیں۔ یہ مختصر مدت اور اتنی مختلف کامیابیاں یہ ایک طلسم تھا جو بریلی والوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور یہ ایسی حیرت انگیز مثال تھی جو مدتوں سے نہ دیکھی تھی۔ اسی لائلپور (فیصل آباد) کو آج دیکھئے کہ وہ اس وقت بفضلہٖ تعالیٰ پاکستان میں سنیت کا مرکزی نقطہ بن

چکا ہے۔اسی لائلپور میں آج سنیت کا دور دورہ ہے۔محدثِ اعظم پاکستان کا بریلی میں دورِ تعلیم اور ایسی تیز ترقی وہ اگر ایک چھوٹا طلسم تھا تو لائل پور میں آکر خود لائل پور اور پھر سارے پاکستان میں جو حالات رونما ہوئے وہ بڑے بڑے طلسمات کا مجموعہ ہیں۔ محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے عاشق تھے، انہوں نے سنیت کی تبلیغ کے ساتھ اہلِ پاکستان کے دلوں میں اعلیٰ حضرت قبلہ سے محبت کا بے حد جذبہ پیدا کر دیا ہے۔

(ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، محدثِ اعظم پاکستان نمبر، بابت مارچ اپریل ۱۹۶۳ء،ص ۱۷۔۱۸)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسرِ اعظم

مولانا الشاہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم وشیخ الحدیث مرکز اہلسنّت دارالعلوم منظر الاسلام جامعہ رضویہ بریلی شریف ۱۳۷۹ھ میں لائلپور جلوہ افروز ہوئے جو کچھ دیکھا ان کا مشاہدہ ملاحظہ فرماتے ہیں ''امابعد! فقیر بے بضاعت نے اس سال ۱۳۷۹ھ میں جامعہ رضویہ لائلپور کے جلسہ دستار فضیلت میں شرکت کی۔سبحان اللہ، ماشاءاللہ، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔بریلی کے ایک لعل بے بہا کو لائلپور میں درخشاں دیکھا جس کی آب وتاب سے پاکستان وپنجاب کو چمکتا ہوا پایا اور جس شمع ہدایت کے گرد ہزاروں پروانوں کو تصدق ہوتے ہوئے دیکھا، وہ عظیم الشان مجمع اہل حق اہلسنت کا دیکھا جس کی مثال اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس شریف میں دیکھتا ہوں اور حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں نظر آتی ہے ویسا ہی یا اس سے بدرجہ زائد، علماء وفضلاء، مشائخ وخواص محبانِ رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فدایانِ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نائب اعلیٰ حضرت خلیفۂ حجۃ الاسلام شمع ہدایت، فخر اہل بریلی محدث بے مثال فقیہہ باکمال کے اردگرد مجتمع ہیں، یہ ثمر محبت اعلیٰ حضرت کا ہے ۔ یہ نتیجہ انتھک دینی خدمت کا ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد صاحب اطال اللہ عمرہ وعافاہ اللہ من جمیع المحن کو دنیائے رضویت وسنیت میں وہ مقام حاصل ہوگیا جس میں کوئی ان کا ہمسر ومقابل نہیں ۔(رجسٹر آراء اکابر، جامعہ رضویہ فیصل آباد)

قطبِ مدینہ

حضرت مولانا الشیخ ضیاء الدین قادری رضوی مہاجر مدنی قدس سرہ العزیز

خلیفہ سیّدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ، پاکستان کے علماء ومشائخ میں سب سے زیادہ حضرت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ سے متاثر تھے ۔ جب حضرت محدثِ اعظم پاکستان حاضری سرکارِ اعظم، نورِ مجسم ، نبی اکرم ، رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حاضر ہوئے تو متعدد روز اپنے دولت کدہ پر کئی کئی دعوتیں فرمائیں ،متعدد بار اپنے ہاں محفلِ میلاد شریف میں بلوا کر آپ کا خطاب وبیان کرایا۔اپنا پورا کتب خانہ اور اہم کتب احادیث مطالعہ کے لئے پیش فرمادیں۔آپ کے وصال پر اپنے دولت کدہ پر محدثِ اعظم کا ختم سوئم اور ختم چہلم شریف کرایا اور آپ کے وصال پر ایک تاریخی رباعی ارشاد فرمائی جس کا صرف ایک بند فقیر کو یاد رہا

قادری رضوی مدام   پاگئے جنت مقام

برھانِ ملت خلیفۂ اعلی حضرت

مولانا مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری مفتی اعظم سی پی انڈیا،

جب پہلی بار قیامِ پاکستان کے بعد جب پاکستان کا دورہ فرمایا اور محدثِ اعظم پاکستان کی عظیم وجلیل دینی تبلیغی مسلکی اور تعلیمی تدریسی خدمات اور کارہائے نمایاں ومجاہدانہ سرگرمیوں کا تذکرہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیّدنا مفتی اعظم سجادہ نشین بریلی شریف سے فرمایا تو مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے فرحت ومسرت اور شادمانی سے بھرپور مکتوب محدثِ اعظم پاکستان کو تحریر فرمایا جس کا تذکرہ کتاب ''محدثِ اعظم پاکستان'' جلد اول میں ہے۔ فقیر راقم الحروف سیّدنا مفتیٔ اعظم کے عرس چہلم شریف میں بریلی شریف حاضر آستانہ عالیہ رضویہ تھا وہاں معلوم ہوا کہ حضور برہانِ ملت، ریحانِ ملت، علامہ ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے دولت کدہ پر رونق افروز ہیں۔ فقیر راقم الحروف وہاں حاضر ہوا، حضرت علامہ فقیہہ النفس مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ صدر دارالافتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے توسط سے شرفِ زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت برہانِ ملت گاؤ تکیہ سے ٹیک لگائے آرام فرماتے تھے جب حضرت مخدوم کو یہ معلوم ہوا کہ فقیر حضرت محدثِ اعظم پاکستان کا سگِ دربار ہے۔ حضرت برہانِ ملت اُٹھ کر بیٹھ گئے اور مصافحہ ومعانقہ سے مشرف فرمایا اور ایک گھنٹہ تک محدثِ اعظم کی جلالتِ علمی، تقویٰ وطہارت، مجاہدانہ کارناموں حرمین شریفین کے واقعات پر طویل ودلنشین انداز میں تبصرہ فرمایا۔

شیر بیشہ سنت، مظہر اعلیٰ حضرت

مولانا حشمت علی خان لکھنوی قادری رضوی قدس سرہ: حضرت مولانا ابوالمنظور محمد سردار احمد صاحب گورداسپوری مدظلہ العالی وہ شخصیت ہیں جن سے میرا کبھی کسی بھی عنوان سے اختلاف نہ ہوا۔ حضرت مولانا موصوف مرشد برحق، سیّدنا

مجددِ اعظم، سرکارِ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک حق کے چمکتے ہوئے آفتاب وماہتاب ہیں اور فقیر کے روزِ بازو ہیں۔ اکثر مناظروں میں فقیر کے معین ومعاون رہے۔ سیّدنا مرشد برحق حضور پُرنور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد انہوں نے بریلی شریف کوخوب سنبھالا۔ (مکتوب ملخصاً)

حضرت محدثِ اعظم ھند کچھوچھوی

مولانا سیّد محمد اشرفی جیلانی قدس سرہ العزیز کا ایک اہم ویادگار مکتوب گرامی ہے یہاں سے ایک مولانا صاحب جو دورۂ حدیث شریف پڑھنا چاہتے تھے اہلسنت کے مشہور وممتاز مدارسِ اہلسنّت کا نام لکھ کر انہوں نے حضرت قبلہ محدثِ اعظم کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا تو جواب ملا "آپ وہاں (پاکستان) میں دورۂ حدیث شریف یا جامعہ رضویہ مظہر الاسلام لائلپور میں کرائیں یا پھر حضرت مولانا ابوالبرکات سیّد احمد صاحب، مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں ان دونوں جگہ پر دورۂ حدیث کرانے والوں سے مجھے پوری واقفیت ہے۔ والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

فقط فقیر ابوالمحامد سیّد محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی شریف

حافظ ملت جلالة العلم

مولانا حافظ عبدالعزیز محدث وبانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی بھارت، جو حضرت علامہ ارشد القادری، حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی رضوی مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی، حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی، حضرت علامہ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی امجدی خطیب نیومیمن مسجد کراچی، محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ

اعظمی امجدی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ جیسے اکابر علماء کے استاد محترم ہیں، فرماتے ہیں: ابھی ہماری نظروں کے سامنے الحاج حضرت علامہ شاہ محمد سردار احمد صاحب قبلہ محدثِ اعظم پاکستان کے علم وفضل کا آفتاب اپنی پوری تابانی کے ساتھ روشن ودرخشاں تھا، عالم کو منور کر رہا تھا، آپ کے فیوض و برکات سے عالم فیض یاب ہو رہا تھا مگر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہم سے رخصت ہو گئے، داغِ مفارقت دے گئے، آپ کی رحلت وہ حادثہ ہے جس نے شہر سونے کر دیئے، بستیاں سنسان کر دیں، ہر جگہ سناٹا معلوم ہوتا ہے۔ علم وفضل کا آفتاب کیا غروب ہوا دنیائے اسلام میں صف ماتم بچھ گئی، کہرام مچ گیا، سکتہ کا عالم طاری ہے۔ "العین تدمع والقلب یحزن وما نقول الا ما یرضی بہ ربنا"

آنکھیں اشکبار ہیں، دل غمگین ہیں، زبانوں پر انا للہ وانا الیہ راجعون جاری ہے، رحلت کی خبر سے دار العلوم اشرفیہ میں تعطیل کر دی گئی، تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، ہر شخص غم کا مجسمہ نظر آتا تھا، آنکھیں اشکبار اور چہرے اداس اور کیوں نہ ہو حضرت موصوف علم وفضل کے آفتاب تھے، زہد وتقویٰ کے ماہتاب تھے، امانت ودیانت کے خورشید درخشاں تھے، ہر کمال کے جامع تھے، عالم دین تھے، علامہ زماں تھے، استاد محترم حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ کے ارشد تلامذہ سے تھے، علم وفضل، زہد وتقویٰ میں حضرت قبلہ (صدر الشریعہ) کے صحیح جانشین تھے۔ جامع معقول ومنقول ہر علم میں آپ کو کمال حاصل تھا، بالخصوص فنِ حدیث میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ بلا مبالغہ آپ بخاری زماں تھے۔ آپ کے درس وسیع میں درسِ حدیث کو امتیازِ خصوصی حاصل تھا۔ عالمِ حدیث تھے اس کے ساتھ عاملِ حدیث تھے جو حدیث پڑھی اس پر

پورا عمل کیا۔

بلاشبہ حضرت موصوف مجمع البحرین تھے، جامع معقول ومنقول تھے، علم وعمل کے جامع تھے۔ کمالاتِ ظاہری وباطنی سے آراستہ تھے، بزرگانِ دین سلف صالحین کے نمونہ تھے، باقیات الصالحات سے تھے۔ آپ کے تیس سالہ درس وسیع سے ہزاروں تشنگانِ علوم سیراب ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے جید علماء وفضلاء ہیں جو دینِ متین کی شاندار خدمات انجام دے رہے ہیں۔ (ماہنامہ نوری کرن، مارچ واپریل ۱۹۶۳ء، صفحہ نمبر ۲۷)

مجاہد ملت صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت

مولانا علامہ شاہ محمد حبیب الرحمان صاحب قبلہ قدس سرہ، خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی مدیر ماہنامہ پاسبان الہ آباد بھارت و ''خون کے آنسو'' جیسی معرکۃ الآراء کتابوں کے مصنف، ممتاز اہلِ قلم کے استاد محترم وشیخ طریقت ہیں، فرماتے ہیں: حضرت محدثِ پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان، حضرت حجۃ الاسلام (مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم دونوں کو وہاں (ضلع اناؤ کے مناظرہ میں) بھیجا تھا اور وہاں پہلے سے حضرت شیر بیشۂ سنت موجود تھے اور اس میں (ان سے) فنِ مناظرہ کے متعلق خوب خوب گفتگو رہتی تھی، ان کی سلاست روی، دین داری اور ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ چند لمحات کے لئے بھی اپنا کوئی وقت بیکار جانے دینا نہیں چاہتے تھے۔ چند منٹ اگر کوئی کسی اور بات میں مشغول کر لیتا تو پریشان ہو جاتے فرماتے بھئی بہت وقت ضائع ہو گیا، پنجگانہ نماز کے لئے مسجد جا کر کبھی جماعت میں تاخیر پاتے تو وظیفہ پڑھتے رہتے یا کتاب کے مضامین پر غور کرتے

رہتے۔ کتاب دیکھنے کے لئے بے چینی ہوتی تو ٹہلنے لگتے اس قدر کتب بینی کرتے تھے اور اتنی عبارتیں (زبانی) یاد تھیں کہ ہم لوگوں نے ان کا نام کتب خانہ رکھ دیا تھا۔ ذہانت ومتانت ان کی کدوکاوش از حد بڑھی ہوئی تھی، فقیر کو یہ خیال نہیں آتا کہ کبھی کوئی مذاق کا جملہ ان سے سنا ہو وہ مذاق سے بالکل نا آشنا تھے۔ ہمارے حضرت حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ بہت زیادہ غالب تھا۔ فقیر کے خیال میں حضرت (حجۃ الاسلام) کی قادر نظر کچھ ایسی گہری پڑ گئی کہ اس نظر کیمیا اثر نے ان (محدثِ اعظم) کو جوہر الجواہر بنا دیا۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضیٰ عنا کے دونوں صاحبزادگان کے حضرت محدثِ پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان سراپا برکت نشان تھے، ایک تن تنہا وبے سروسامان کا سلف صالحین کی پیروی میں اجنبی جگہ جا کر قیام کرنا اور مختصر عرصہ میں اس طرح عروج دینا کہ ایک زبردست دارالعلوم کا قیام ہوجائے اور ہزاروں ان سے مستفید ہوں۔ اظہارِ مقبولیت کا ایک زبردست کرشمہ دیکھئے جنازہ میں لاکھوں کا اژدہام رہا، ایسے ہی لوگ موت العالم اور ''موت العالم ثلمته فی الدین'' کے مصداق ہوتے ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ اپنے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر اخیر میں درج کروں۔

موت عالم موت عالم ثلمۃ دین نبی
جان تو جانِ جہاں جان جہاں بر تو نثار

وھو الباقی ولہ البقاء کل شیء ھالك الا وجھه

(ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، محدثِ اعظم پاکستان نمبر ۲۰/۱۹)

مجاھد ملت مولانا بدایونی

مولانا محمد عبدالحامد بدایونی مرحوم خانوادۂ قادریہ بدایوں کے عظیم علمی روحانی چشم وچراغ تھے اور جمعیت العلماء پاکستان کے سابق مرکزی صدر، وہ فرماتے ہیں: لائل پور پر مختلف ادوار گزرے ہیں اس لائل پور کو دیکھ کر یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لائل پور بریلی ہے، پھر خیال کرتا ہوں کہ زمین بغداد کی مقدس سرزمین ہے، لائلپور کی اس زمین کو یہ رتبہ حضرت شیخ الحدیث (محدثِ اعظم پاکستان) علیہ الرحمہ کے وجود سے ملا۔ آپ کا وصال کراچی میں ہوا مگر آپ کے جسم نے لائل پور والی زمین کو نوازا، اس کی قسمت جاگ اُٹھی، اولیاء اللہ مرتے نہیں وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث زندہ ہیں وہ ہمارے اس مقدس جلسہ کو دیکھ رہے ہیں آپ کیا میری تقریر کی داد دیں گے داد تو وہ قبر والا اللہ کا مقبول بندہ دے گا جو رتبہ بوریا نشین فقیروں کا ہوتا ہے وہ شہنشاہوں کو حاصل نہیں ہوتا ان اللہ والوں کی بڑی شان ہوتی ہے۔ آپ (محدثِ اعظم) سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے آپ کی وفات کے بعد آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ آپ زندہ ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ (روزنامہ سعادت لائلپور، یکم جنوری ۱۹۶۳ء، ہفت روزہ سواد لاہور ۲۲ مارچ)

شیخ الاسلام خواجہ سیالوی

علامہ الحاج الحافظ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین آستانہ چشتیہ سیال شریف سرگودھا اپنے عربی مکتوب میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب، بانی مدرسہ جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد نے کیا، میرے اس کہنے میں مبالغہ نہ ہوگا کہ شیخ معظم محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں یکتا ویگانہ تھے اور وہ فضیلت کے اونچے درجہ پر فائز تھے۔ آپ (محدثِ اعظم) نے اعلاء کلمۃ الحق اور

دینِ متین کی حمایت بدرسموں غلط مذہبوں کو مٹانے میں اپنی عمر شریف صَرف کردی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی آرام گاہ کو ٹھنڈا کرے۔

خادم محمد قمر الدین سیالوی

خادم سجادہ چشتیہ سیال شریف

۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۲ھ ہفت روزہ محبوبِ حق، لائلپور، ۱۳ دسمبر

فخر المشائخ

پیر سیّد غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف فرماتے ہیں: حضرت شیخ الحدیث کے وصال سے اہلُ اللہ اور محبانِ رسول کے دلوں پر بیشک انمٹ داغ جدائی ثبت ہوگیا۔ آپ کی جدائی کا غم ہمیشہ دل و دماغ میں قائم رہے گا اس لئے کہ آپ جیسی یکتائے روزگار شخصیت شاید ہی میسر آئے جو دینِ محمدی کی پورے درد کے ساتھ خدمات انجام دے سکے اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احیاء کے لئے زندگی تک قربان کردے۔ (کتاب عاشقِ رسول، مولفہ عتیق الرحمن سیفی، ۹۷، پیر سید غلام محی الدین ابن پیر سیّد مہر علی)

پیر صاحب دیول شریف

پیر عبدالمجید خضری پیر آف دیول شریف نے کہا حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد کی وفات سے دلی صدمہ ہوا۔ حضرت مولانا نے جو اسلام کی خدمات انجام دیں ان کا بیان غیر ممکن ہے۔ مولانا نے پاک و ہند میں جو علمی دینی اور مذہبی خدماتِ اسلام کیں وہ تاریخ میں مشعلِ راہ رہیں گی۔ (بیان پیر آف دیول)

(ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، محدثِ اعظم نمبر ۹۸)

مفتیٔ اعظم دھلی

حضرت فیض درجت ، مفتیٔ شریعت مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ صاحب شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتحپوری دہلی ہندوستان والد بزرگوار علامہ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب، فرماتے ہیں : مجبی مخلصی سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں پاکستان حاضر ہوا تھا لیکن علالت کی وجہ سے زیادہ قیام نہ کرسکا، رمضان شریف میں کسی قابل نہیں ہوں ۔سوالات کے جوابات مولانا سردار احمد سلمہم سے حاصل کرلیں اوران کو سلام کہہ دیں۔شافی مطلق ان کوشفا کاملہ عاجلہ سے سرفراز فرمائے۔ان کے وجود سے اہلسنّت کو بڑی تقویت ہے۔اس قدر جم غفیر طلباء کا فارغ التحصیل ہونا ان کی کرامت سے اورنہایت درجہ مسرت کا باعث ۔(محمد مظہر اللہ غفرلہ،شاہی امام فتح پوری دہلی)

مکرمی زیدمجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ ! مولانا سردار احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام عرض کردیں ۔ان کی تبلیغ سنیت کا حال معلوم ہوکر کمال درجہ خوشی نصیب ہوتی ہے لیکن اتنا افسوس ہے کہ پاکستان تشریف لے جاکر کبھی سلام سے بھی یاد نہ کیا۔مولیٰ تعالیٰ انہیں خوش رکھے اور مقاصد صحیح میں کامیاب فرمائے۔فقط والسلام

محمد مظہر اللہ غفرلہ

امام شاہی جامع مسجد فتح پوری دہلی

مکاتب بنام محمد حسن علی الرضوی

مفتی اعظم بمبئی

محبوبِ ملت، غازیٔ اہلسنت ، علامہ ابوالظفر محب الرضا مولانا مفتی محمد

محبوب رضا خان صاحب ، خطیب مدن پورہ ، مفتیٔ اعظم بمبئی ، محدثِ اعظم ، امامِ اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر مادہ تاریخ کے ساتھ اپنے تعزیتی مکتوب میں فرماتے ہیں: آہ محدث لاجواب پاکستان بھی اس دور قحط الرجال میں ہم سنیوں کو داغِ مفارقت دے گئے۔(ہفت روزہ محبوبِ حق، مکتوب حضرت صاحبزادہ فضل رسول صاحب حیدر رضوی)

حضرت محبوبِ ملت، غازیٔ اہلسنت، مفتیٔ اعظم بمبئی نانپارہ، بہرائچ شریف کے مناظرہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں: سراسیمہ اور مضطرب ہوکر صدر وہابیہ نے اپنے مناظر کو بٹھادیا اور خود تقریر کرنے لگا اس کو عاجز دیکھ کر مولوی حبیب الرحمان مئوی بولنے لگے ان کی بے کسی دیکھ کر مولوی عبداللطیف مئوی بولنے لگے، صدرِ اہلسنّت حضرت مولانا مولوی ابوالمنظور محمد سردار احمد صاحب قبلہ کھڑے ہوئے اور ان سب کی دندان شکنی اور سرکوبی فرمائی۔

(سوانح شیر بیشہ اہلسنّت ومناظرہ نانپارہ بہرائچ شریف، صفحہ ۱۴۸)

مفتیٔ اعظم کانپور

حضرت علامہ مولانا شاہ مفتی محمد رفاقت حسین شیخ الجامعہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کان پور انڈیا محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے استاد بھائی حضور سیّدی صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ محدثِ اعظم پاکستان کی جگہ دورۂ حدیث شریف پڑھانے کی دعوت دی گئی تو جواباً ارشاد فرمایا:

السلام علیکم: حضرت (محدثِ اعظم پاکستان) قدس سرہ کے وصال سے پیدا ہونے والا خلا یہ فقیر کس طرح پُر کر سکے گا۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا بدل

ہماری جماعت میں نہیں۔(محمد رفاقت حسین کانپور)

صدر العلماء مفتی اعظم میرٹھ

مولانا غلام سیّد غلام جیلانی صدرالمدرسین مدرسہ اسلامیہ قومیہ اندرکوٹ میرٹھ ہندوستان مولانا شاہ عارف اللہ قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا شاہ احمد نورانی جیسے مشاہیر کے استاد محترم ہیں ۔ لاہور بیڈن روڈ پر میرٹھ ہندوستان کے میٹر والوں کے ہاں رونق افروز ہوئے تھے۔فقیر راقم الحروف اور مولانا شمس الزماں قادری زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور عام لوگوں کی طرح مصافحہ کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہاں سے آئے ،عرض کی حضرت محدثِ اعظم پاکستان کے سگِ دربار ہیں ،فوراً کھڑے ہوکر دوبارہ مصافحہ ومعانقہ فرمایا اور برجستہ فرمایا ''ارے وہ بڑے باکمال تھے ،بڑے لاجواب تھے'' پھر کچھ صلح کُلی پلپلے مولویوں کا ذکر آیا تو فرمایا بس وہ (محدثِ اعظم)ایک ہی تھے ،یگانۂ زمانہ تھے وہ کسی سے نہیں ڈرتے تھے'' حضرت ممدوح صدر العلماء میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے تین دن اس فقیر کو اپنے ساتھ اپنے پاس رکھا اور حضرت علامہ مفتی محمد اعجاز الرضوی قدس سرہ کی دعوت میں جامعہ حامدیہ رضویہ کرشن نگر لاہور اور جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور ساتھ لے گئے اور حضرت سیّدی محدثِ اعظم پاکستان کا والہانہ انداز میں تذکرہ فرماتے رہے،دل پر چوٹ لگتی تھی۔

مفتئ پاکستان استاد العلماء

مولانا علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رضوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سیّدنا محدثِ اعظم پاکستان رضی اللہ عنہ کے

عہد حیات میں لائلپور کے ملک گیر فقید المثال عرس امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تشریف لائے تھے۔ دوسرے روز واپسی کے وقت جب ریل گاڑی پر سوار کرنے کے لئے جارہے تھے تو حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا: لائلپور میں جم جانا اور مذہبِ اہلسنّت کو اس قدر فروغ دینا۔

حضرت شیخ الحدیث کا کمال ہے قیام پاکستان سے بہت پہلے ایک بار یہ فقیر اور اباجی (حضور فخر المحدثین مولانا علامہ سیّد محمد دیدار علی شاہ محدث الوری قادری رضوی فضل رحمانی) یہاں آئے تھے۔ اسٹیشن پر پہنچتے ہی مخالفین نے سخت پتھراؤ کیا تھا یہاں کسی عالم دین کا جم جانا اور تبلیغ کرنا آسان کام نہ تھا۔ حضرت سیّدی محدثِ اعظم پاکستان کے وصال پر حضرت مفتی اعظم پاکستان نے فرمایا: ہجوم غم و یاس میں میرے پاس الفاظ نہیں جو حضرت (محدثِ اعظم) کے انتقال سے پیدا ہونے والے عظیم خلا کا ذکر کرسکوں۔ (رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، شیخ الحدیث نمبر)

حضرت محدث امرهوی

فخر الاکابر حضرت علامہ مولانا قاری سیّد محمد خلیل شاہد صاحب کاظمی محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ جن کو بریلی شریف کے قیام کے دوران تدریس حضرت محدثِ اعظم پاکستان دارالعلوم مظہر الاسلام میں امتحان لینے کے لئے بلایا کرتے تھے فرماتے ہیں: حضرت مولانا مولوی الحاج مفتی سردار احمد صاحب قادری چشتی صابری کی عظیم تعلیمی و تبلیغی خدمات کو نہ صرف بریلی شریف کے لوگ اور بزرگ بلکہ ہندوستان بھر کے علماء وعوام ابھی تک یاد کرتے ہیں۔ مولانا سردار احمد صاحب کو تاجدار مسند تدریس کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ وہ عالم باعمل تھے اور زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس اور

مناظروں میں گزارا۔ اس فقیر کے بہت مہربان تھے۔ (ملخصاً ماہنامہ نوری کرن، جنوری ۱۹۶۶ء)

غزالیٔ زماں

مولانا الحاج علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کے ایک اہم وخصوصی مکتوب میں جماعتِ اہلسنّت کی مجلسِ عاملہ کے نام پیغام میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت علامہ قبلہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب محدث پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ مقدسہ علم وعمل، تقویٰ وطہارت، پاکیزگی اخلاق میں اپنی مثال آپ تھے۔ جب ان کا تصور آتا ہے تو ادب واحترام سے گردنیں جھک جاتی ہیں۔ باوجود کہ بعض مہربانوں نے فقیر کو سیّدی حضرت علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس (محدثِ اعظم پاکستان) رحمۃ اللہ علیہ سے دور رکھنے کی ناکام کوشش کیں مگر الحمدللہ فقیر ان سے دور نہیں ہوا۔ ان کی عظمت ومحبت آج بھی فقیر کے دل کی گہرائیوں میں موجود ہے ان شاء اللہ فقیر ان چمکتے ہوئے نقوش کو لوحِ قلب پر لے کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو جائے گا۔

سیّد احمد سعید کاظمی غفرلہ، ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء

حضرت علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ۱۷ دسمبر ۱۹۷۸ء کے ایک قلمی بیان میں جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور تحریر فرمایا: آپ کو محدثِ اعظم پاکستان اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے علمِ حدیث کی اشاعت (تدریس) میں بڑا کام کیا ہے جس طرح حضرت امامِ اعظم علیہ الرحمۃ کے شاگردوں نے فقہ وحدیث کی کتابیں لکھی ہیں مگر خود امامِ اعظم علیہ الرحمہ نے کتابیں نہیں لکھیں۔

اسی طرح حضرت مولانا سردار احمد صاحب کے شاگردوں نے بھی (علم حدیث پر کتابیں لکھ کر) قابلِ قدر کام کیا۔ علم حدیث میں آپ کو منفرد مقام حاصل تھا۔ (قلمی یاداشت مخزونہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

امامِ اہلسنّت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کے انتقال پُرملال اور وصال باکمال پر علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ کے تاثرات واحساسات ملاحظہ ہوں: آسمانِ قادریت کے آفتاب وماہتاب، شمع شبستان رضویت کے چراغ، دنیائے نسبت نگاہوں سے روپوش ہو گئے۔ محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب لائلپوری قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال عالمِ اسلام کے لئے ایک عظیم المیہ ہے۔ حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کا جو شدید زخم اہلسنّت کے قلب وجگر پر لگا ہے اس کا اندمال ممکن نہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ کی وفات حسرت آیات اہلسنت کے لئے بہت بڑا قومی حادثہ اور مذہبی سانحہ ہے۔ آہ کل تک ہم جنہیں دامت برکاتہم العالیہ لکھتے تھے آج انہیں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے ہمارا قلم تھرّ اتا ہے، ہمارا دل عقل کا ساتھ دیتے ہوئے لرزتا ہے۔ مرحوم نے جس قدر مذہب اہلسنّت کی خدمت کی ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ حضرت ممدوح گنتی کے ان چند اکابرین میں سے تھے جن کا وجود کشتی سنیت کے لئے ناخدا سمجھا جاتا ہے، جن کے دم قدم سے گلشنِ سنیت آباد وسرسبز وشاداب ہے۔ حضرت ممدوح کا جنازہ جس شان وشوکت سے ہوا اور جس قدر مجمع کثیر تھا شاید ہی اس کی مثال تاریخ پیش کر سکے۔

(ماہنامہ السعید ملتان، رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ مطابق فروری ۱۹۶۳ء)

(گجرات پنجاب سے) مفتی احمد یار خان بدایونی گجراتی میرے پاس وزیر آباد آئے اور بے ساختہ ان کی چیخ نکل گئی اور فرمانے لگے ہم میں سے وہ اُٹھ گیا جس کا بدل سنی جماعت میں نہیں، اب دنیا تلاش کرے گی علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد جیسا کوئی آئے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے غلام تھے کہ شاید صدیوں تک امت محمد یہ اس کی مثل پیدا نہ کر سکے۔ میں نے اپنی زندگی میں کسی ایک جنازہ پر اتنے کثیر علماء ومشائخ کو جمع ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے آپ کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ کل جنازہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے غلام کی شان دیکھی گئی، جنازہ آرہا تھا اور جنازہ پر انوار وتجلیات کی بارش ہورہی تھی، لوگوں نے محسوس انوار کی بارش کو سر کی آنکھوں سے دیکھا لیکن ہم نے اندر جاکر انوار والے دیکھا، چہرہ متبسم تھا۔ جنازہ مبارکہ حضرت محدثِ اعظم پاکستان پر انوار وتجلیات کی بارش کے حوالے سے آپ نے مثنوی معنوی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور واقعہ بیان فرمایا۔ جب آپ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر تشریف لے گئے تو حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ نے آپ کی چادر (اوڑھنی) کو دیکھا تو ایسی معلوم ہوئی جیسے بارش سے بھیگی ہوئی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ یہ آسمانی بارش (پانی) کی نہ تھی انوار کی بارش تھی۔

مثنوی میں ہے

مصطفی روزے بگورستاں برفت	با جنازہ یارے از یاراں برفت
خاک را درنو رِاو آگندہ کرد	زیر خاک آں دانہ رش را زندہ کرد
چشم صدیقہ چو در روئش فتاد	پیش آمد دست بر دے می نہاد
نیست ایں باراں ازیں ابر وسما	ہست ابرے دیگراں دیگر سما

غیب راابرے وآبے دیگرست　　　آسماں وآفتاب دیگرست

بحرالعلوم خلفِ اکبر سیّد ناصدرالشریعه

علامہ عبدالمصطفیٰ فاضل جامعہ از ہر مصر شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جسے عزت وعظمت عطا فرماتا ہے اُسے علم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الحدیث کو علم وفضل سے نوازا اور آپ کا رتبہ بڑھایا۔ حضرت محدثِ اعظم ولی کامل تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے میری حدیث پھیلائی اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو پُرنور اور جمال افروز بنادیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الحدیث کے چہرۂ مبارکہ پرنور برستا ہے جب آپ کا وصال ہوا اس وقت بھی چہرہ پر جمال برس رہا تھا۔ حضرت کے وصال کے فوراً بعد آپ کی چشمانِ مبارک کو بند کردیا گیا تھا کوئی پندرہ منٹ کے بعد (علامہ) قاری محبوب رضا صاحب نے یہ دیکھنے کے لئے کہیں آنکھ کھل نہ گئی ہو رُخ سے چادر ہٹائی تو قاری صاحب نے بے ساختہ حضرت صاحب کی پیشانی مبارک کو چوم لیا اور کہا خدا کی قسم میں نے ایسا خوبصورت اور حَسین وجمیل چہرہ کہیں نہیں دیکھا۔ وصال شریف کے تیسرے دن لاکھوں افراد نے آپ کے چہرے کی زیارت کی اور گواہی دی کہ حضرت کا چہرۂ پاک متبسم ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ابھی سوکر اُٹھے ہیں اور تبسم فرمارہے ہیں۔

(ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور، ۲۲ مارچ ۱۹۶۳ء وکتاب محدثِ اعظم، جلد ۲)

حضرت محدثِ اعظم پاکستان علم وفضل، زہد وتقویٰ واتباع شریعت میں اپنے زمانہ کے فرد یگانہ تھے۔ (پندرہ روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، شیخ الحدیث نمبر)

جب شاہین ایکسپریس حضرت محدثِ اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت مبارک لے کر حیدرآباد سندھ کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو حضرت علامہ ازہری صاحب کی داڑھی آنسوؤں سے ترتھی۔(علامہ سیّد محمد مرغوب احمد اختر الحامدی)

حضرت بحرالعلوم علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری نے جامعہ قادریہ رضویہ کے زیر اہتمام محدثِ اعظم پاکستان کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے جلسہ عام میں بغدادی مسجد گلبرگ لائلپور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: حضرت محدثِ اعظم پاکستان کے چہلم کے موقع پر دارالعلوم امجدیہ کراچی کے دارالحدیث سے متصل جہاں حضرت کو وصال کے بعد غسل دیا گیا تھا میں نے خود رات کو حضرت محدثِ اعظم پاکستان کو چشمِ سر کے ساتھ عالمِ بیداری میں چلتے پھرتے دیکھا۔(تقریر علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ بغدادی مسجد، لائلپور)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی

فرماتے ہیں: ہم میں سے وہ اُٹھ گیا جس کا بدل ہماری جماعت میں نہیں ہے، برأت کا دولہا غائب ہوگیا، مجمع ہے مگر رونق نہیں۔

چل دیئے باغ سے چمن پیرا　　　گل وگلزار کا خدا حافظ

میں نے اپنی زندگی میں دو بزرگ ایسے دیکھے جن کے تلامذہ ان سے والہانہ عشق ومحبت کرتے ہیں ایک حضرت صدرالافاضل مرادآبادی اور ایک حضرت محدثِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث لائلپوری۔ ملخصاً

(ہفت سواد اعظم لاہور، ۲۲ مارچ ۱۹۶۳ء ورضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۲۱ شعبان ۱۳۸۲ھ)

لسان الحسان علامہ شاہ ضیاء القادری بدایونی

صدر جمعیت المشائخ کراچی وصدر مجلس شیدائیانِ نبی کراچی حضرت شیخ العلماء مولانا سردار احمد صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً تیس سال (اب ۷۶) پہلے فقیر کی دعوت پر کئی بار جلسہ میں تشریف لائے۔ ایک مرتبہ شیخو پورہ (نز د بدایوں) میں بھی میری دعوت پر جلسہ میلاد شریف میں شرکت فرمائی۔ آپ علمائے اہلسنّت میں ایک عظیم المنزلت عالم اور پاکستان و ہندوستان کے بہترین مدرس، مفسر، محدث، فقیہہ اور خطیب تھے۔ بدایوں میں پہلی مرتبہ جلسہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ نے شرکت فرمائی۔ تیسری بار حضرت صدرالا فاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی کے ہمراہ آپ اور حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب سنبھلی، مولانا احسان الحق صاحب متوطن بہرائچ تشریف لائے، آپ کا وعظ علمی معلومات کا بہترین ذخیرہ ہوتا تھا۔ (ماہنامہ نوری کرن، محدث اعظم پاکستان نمبر، ص ۱۰)

حضرت علامہ شاہ محمد یعقوب ضیاء القادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے امامِ اہلسنّت نائب اعلیٰ حضرت، سیّدی محدثِ اعظم پاکستان کے وصال باکمال پر متعدد منقبتیں اور تاریخی مادے بھی ارقام فرمائے تھے۔ روزنامہ جنگ کراچی میں کئی بار تاریخی مادے اور یہ نظم بصورت المیہ تاثرات تھے

صدحیف اس جہاں سے فرما گئے وہ رحلت
اک غم کدہ بنی ہے دنیائے اہلسنت
جاہ وقار اعلیٰ حضرت کے آئینہ تھے
تھے اہل اتقا میں اعلیٰ بزرگ حضرت

اس ارضِ پاک میں تھے وہ نامور محدث
جن کے چہار جانب شاگرد ہیں بکثرت
لکھ اے ضیاء مخزوں سال وصال ان کا
سردار دین احمد مہر مبین جنت

دادریغا جناب شیخ الحدیث
ازجہاں رخ نمود سوئے ارم
اے ضیاء سال رحلتِ او
حامی دیں محقق اعظم (۱۹۶۲ء)
سردار دین احمد مرسل ہزار حیف
رفت از جہاں بخدا بفرمانِ ذوالجلال
از بہر انتقال شہ باصفا ضیاء
شیخ الحدیث نازش عالم بگفت سال

استاذ الشعراء علامہ شاہ ضیاء القادری رحمۃ اللہ علیہ مزید رقم طراز ہیں

تم امیر کاروانِ اہلسنّت تھے حضور
تم ہمارے قافلہ سالار تھے شیخ الحدیث
اعلیٰ حضرت کی نیابت تم نے پاکستان میں کی
ہند میں منجملۂ اخیار تھے شیخ الحدیث
تھے مناظر اہلِ حق کے حق کے منظورِ نظر
گردن منظور پر تلوار تھے شیخ الحدیث

قادری رضوی و نوری اور برکاتی تھے آپ
بادۂ بغداد سے سرشار تھے شیخ الحدیث
سہروردی ، نقشبندی ، قادری، چشتی غرض
سب سلاسل کے علمبردار تھے شیخ الحدیث
اے ضیاء ان پر ہزاروں نعمتوں کا ہو نزول
مستحق رحمتِ ستار تھے شیخ الحدیث

ابوالکلام صاحبزادہ فیض الحسن مرحوم

سجادہ نشین آلومہار شریف وصدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان:

جب میں جنازہ کے لئے لائلپور آیا تو مجھے معلوم نہیں تھا کہ جنازہ کی نماز کہاں ادا کی جائے گی لیکن جب لائل پور میں داخل ہوا تو ایک نور کی شعاع کی طرف بڑھتا رہا یہاں تک کہ دھوبی گھاٹ (اقبال پارک) پہنچ گیا۔ ایک نور کی شعاع میری رہنمائی کررہی تھی۔

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

یہ آپ (امامِ اہلسنّت محدثِ اعظم پاکستان) کی کرامت ہے، آپ پر تجلیات کی بارش ہورہی تھی۔ ایک بزرگ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت داتا (گنج بخش سیّدنا علی ہجویری) صاحب (علیہ الرحمۃ) کو جنازہ میں شریک دیکھا، میں یقین رکھتا ہوں کہ داتا صاحب نے ضرور نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔

حضرت محدثِ اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسے عہد آفریں بزرگ تھے، وہ ایسے عالم تھے کہ ان پر علم نازاں تھا وہ ایسے مدرس تھے فنِ

تدریس کو ان پر فخر تھا، وہ شعلہ نوا خطیب اور نکتہ آفریں محقق تھے۔ جب عمومی اخلاق کے ظہور کا وقت ہوتا تو وہ برگِ گُل سے بھی نرم تر تھے لیکن جب عقائد حقہ (اور مسلک) کے تحفظ کا معاملہ آتا تو وہ کوہ وقار تھے، ان کے دل کا خلوص ان کے چہرے سے ظاہر اور عشقِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لطافتیں ان کے بشرہ سے واضح تھیں۔ بدعقیدگی کی ظلمت میں ان کا وجود حق وصداقت کی روشنی کا مینار تھا۔ وہ ایسے سنی تھے جن کی سنیت اور شخصیت مترادف بن گئی وہ صرف عالم نہ تھے بلکہ عالم گر تھے ان کے حلقۂ درس سے ہزاروں تہی دامنوں نے علم وعرفان کے موتی سمیٹے، ان کے خوشہ چین علم وعرفان کے بادشاہ بن گئے۔ حضرت کی معنوی اولاد ان کے شاگردان رشید ہزاروں کی تعداد میں مسند درس وتدریس کی زینت ہیں۔ (ملخصاً)

(ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور، ۲۲ مارچ ۱۹۶۳ء، ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ)

سلطان الواعظین

مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلف وجانشین اور شیخ المحدثین، خلیفہ اعلیٰ حضرت سیّد محمد دیدار علی شاہ صاحب الوری قدس سرہ کے شاگردِ رشید ہیں۔ ماہنامہ ماہِ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کے بانی مدیر اعلیٰ ہیں فرماتے ہیں: شیخ الحدیث محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ علم وفضل کے بادشاہ، ورع وتقویٰ کے پیکر تھے۔ مسلکِ اہلسنّت کے مبلغ اعظم اور عقائد حقہ کے عظیم ناشر تھے۔ ایثار وخلوص کے جو

مناظر میں نے حضرت موصوف کے ہاں دیکھے وہ دوسری جگہ کم ہی نظر آئے۔ علم وفضل کے تاجدار ہونے کے باوجود میرے جیسے نیاز مندوں کو بھی دیکھ کر اس قدر مسرت کا اظہار فرماتے کہ ان کے سامنے اپنی ادنیٰ حیثیت کے پیش نظر مجھے بے حد ندامت لاحق ہوتی۔ (ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ۲۵ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ)

ہم یہ خبر انتہائی رنج وغم کے ساتھ شائع کر رہے ہیں کہ سرتاجِ اہلسنّت، شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب ۲۸۔۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء جمعہ ہفتہ کی درمیانی شب کو اس عالمِ فانی سے انتقال فرما کر عالمِ جاودانی کو تشریف لے گئے۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اس خبر وحشت اثر سے ہر سنی دم بخود ہو کر رہ گیا۔ سب کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ حضرت موصوف علیہ الرحمہ اقلیم اہلسنت کے تاجدار تھے۔ جس وقت ریلوے اسٹیشن سے آپ کے جنازے کا جلوس شہر کی طرف روانہ ہوا تو جس طرف نگاہ اُٹھتی تھی بازاروں، سڑکوں، دوکانوں اور چھتوں پر انسانوں کے لشکر اور آدمیوں کا سیلاب نظر آتا تھا اور یہ حقیقت ہے جس کے شاہد اس جنازہ میں شرکت کرنے والے اکثر ثقہ مسلمان ہیں کہ آپ کی میت مبارک پر آسمان سے کئی بار نورانی بارش ہوتی نظر آئی اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی نورانی شعلہ بار بار چمک رہا ہے۔ عید باغ (دھوبی گھاٹ) کے وسیع عریض میدان میں لاکھوں افراد نے حضرت کی نمازِ جنازہ پڑھی اور یہ واقع ہے کہ آپ کے جنازہ میں اس قدر ہجوم تھا کہ عید باغ (دھوبی گھاٹ) کی تمام وسعتیں تنگ ہو گئیں اور مجمع کناروں سے چھلک پڑا۔ نمازِ جنازہ میں کراچی سے لے کر پشاور تک کے احباب تھے جن میں چوٹی کے علماء وسجادہ نشین حضرات ودیگر مشاہیر تھے۔ (ماہنامہ ''ماہِ طیبہ'' خطیب کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ،

رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ، فروری ۱۹۶۳ء)

خطیبِ اعظم مولانا شاہ عارف اللہ صاحب

خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد حبیب اللہ قادری رضوی میرٹھی کے فرزند دلبند تھے، فرماتے ہیں: حضرت شیخ الحدیث نے پاکستان پہنچ کر مسلکِ اہلسنّت کی تبلیغ اور اعلیٰ حضرت کے علمی وتجدیدی کارناموں کی نشرواشاعت میں جو جدوجہد فرمائی اس کا نمایاں اثر پورے ملک کے گوشہ گوشہ میں نظر آرہا ہے۔ اس راہ میں انہوں نے اپنوں کی بے التفاتی بھی دیکھی اور بیگانوں کی سختیاں بھی سہیں۔ مخالفت کے تندوتیز طوفانوں میں اس پیکرِ علم وفضل کا روشن کیا ہوا چراغ کبھی اتنا دھیما نظر آیا کہ بجھنے کا خطرہ پیدا ہوگیا اور کبھی ایسا جگمگایا کہ آنکھیں خیرہ ہوکر رہ گئیں۔ حالات کے نشیب وفراز نے بارہا جھنجھوڑا لیکن بارگاہِ رضویت کا تربیت یافتہ اپنے موقف پر جما رہا۔ میں نے پاکستان میں اتنا عظیم اجتماع نہ کسی پیرِ طریقت کے جنازہ میں دیکھا نہ اتنی کثیر تعداد میں علماء کے کاندھوں پر کسی عالم کا تابوت نظر آیا۔

(ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، مارچ واپریل ۱۹۶۳ء)

علامہ مفتی قاری محبوب رضا بریلوی

حضرت سیّدی صدرالشریعہ قدس سرہ کے آخری تلامذہ میں ہیں اور بریلی شریف کی مبارک نسبت حاصل ہے، فرماتے ہیں: شیخ الحدیث کو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رنگ میں ایسا رنگ لیا تھا کہ خلوت وجلوت، ظاہر وباطن اقوال وافعال، عادات واطوار، حرکات وسکنات، نشست وبرخاست غرض کہ ان کی شخصیت کو جس زاویہ سے دیکھئے عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا جلوہ نظر آئے گا۔ حق یہ ہے کہ پاکستان میں

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے صحیح جانشین، شیخ الحدیث علیہ الرحمہ تھے۔ پاکستان میں اپنے عصاءِ کلیمی کی پیہم ضربات کاری سے اژدہائے طلسم توہب کی سرکوبی کی جس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لائلپور میں بیٹھ کر اپنی سیف لسانی سے ہندوپاک سے لے کر نجد تک زلزلے برپا کردیئے۔ لاریب وہ مسلمانانِ ہندوپاک کا امام ودینی رہنما شیخ الحدیث علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز تھے۔ مذہبِ حقہ اہلسنت وجماعت کی جس قدر خدمت انہوں نے کی ہے یہ انہی کا حق تھا۔

علامہ قاری محبوب رضا قدسی بریلوی بلند پایہ عالم ادیب واریب کہنہ مشق شاعر بھی تھے۔ محدثِ اعظم قدس سرہ کے وصال باکمال پر کئی منقبتیں اور تاریخی اشعار ارشاد فرمائے، لکھتے ہیں:

حضرت سردار احمد رہنمائے سالکاں
عالماں راناوک انداز ادب شد بے گماں
اے امام اہلسنّت شمع بزم معرفت
گوہر درج شرافت لعل کان عزوشاں

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

جانِ حیا نشانِ ہدیٰ شانِ اہتدی
سردار احمد رضوی نائب رضا

(روزنامہ سعادت لائلپوری محدث اعظم نمبر ونوری کرن بریلی شریف محدث اعظم ۱۴/۲۱)

افسوس کہ نہایت مصروفیات کے باعث مضمون کی اس پہلی قسط میں امیر

ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری، حضرت علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی ، تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی مرادآبادی ، حضرت علامہ سیّد غلام جیلانی میرٹھی، حضرت علامہ شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی گھوسی ، حضرت مخدوم سیّد محمد معصوم صاحب نوری جیلانی، مخدوم ومحترم الحاج مولانا سیّد ایوب علی صاحب رضوی بریلوی (مصاحب خاص اعلیٰ حضرت مقبول بارگاہ رضویت) مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد صاحبداد خان صاحب شیخ الحدیث پیر گوٹھ، حضرت علامہ محب النبی صاحب گولڑہ شریف، فقیہہ العصر علامہ مفتی محمد اعجاز ولی الرضوی بریلوی، حضرت علامہ مفتی محمد ریاض الحسن صاحب جودھپوری، شمس العلماء علامہ محمد شمس الدین رضوی جونپوری، حضرت صوفی باصفا صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری ، حضرت کرمانوالہ صاحب، حضرت ثانی صاحب علی پوری، حضرت ثانی صاحب شرقپوری، حضرت علامہ محمد محسن فقیہہ شافعی، حضرت علامہ شاہ صدیق اللہ صاحب بنارسی ، حضرت مولانا محمد حسین شوق پپلاں قدس سرہ ، استاد العلماء مولانا عطاء محمد صاحب بندیالوی ، پیر محمد فاروق صاحب کراچوی کی آراء عالیہ وتاثرات مبارکہ درج نہ کئے جاسکے۔ قارئین کرام کو قسط ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔

الفقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

میرا چاند

نتیجۂ شفقت: حضرت قبلہ مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

آہ میرا روشن چاند جاتا رہا

۲ ۸ ھ ۳ ۱

غروبِ مہِ صلحاء

۲ ۸ ھ ۳ ۱

وہ میرا چاند تھا: جو بڑھتا ہی رہا، کبھی نہ گھٹا جو اپنی گفتار اپنی رفتار، اپنے کردار سے فتنوں، فسادوں وگمراہی کی ہر گھٹا کو دفع کرتا ہی رہا۔ کبھی گھٹاؤں میں نہ چھپا، کتنی ہی دھولیں اڑیں، کتنا ہی گھٹا ٹوپ چھایا وہ چمکتا جگمگاتا ہی رہا۔

وہ میرا چاند تھا: جو اوج پر چڑھتا ہی گیا کبھی نہ اترا، وہ اوج پر پہنچا جہاں تک اس کے رب جل جلالہ وعم نوالہ نے اسے بلند فرمایا۔

وہ میرے دین کا چاند تھا: دین کا چاند بڑھتا ہی رہتا ہے، آسمانِ دنیا کے چاند کی طرح بار بار گھٹتا اور اترتا اور اتر کر غائب نہیں ہوتا۔

وہ میرا چاند تھا: جو بہت قلیل عرصہ میں حیرت انگیز ترقی منازل کرتا کرتا منزل غفر پہنچا۔ ''غفر له المولی تعالیٰ له ولوالدیه ولجمیع الاساتذته'' آمین

وہ میرا چاند صدر الشریعہ کا چاند، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کا چاند، علم قرآن و حدیث وفقہ وغیرہ کا چاند، اس محبوب سبحانی غوثِ صمدانی کا چاند تھا جس نے فرمایا تھا اس آسمانِ دنیا کے چاند کے لئے اب ایسے ہزار چاند آئیں، گم ہم میں ہوں اور پتہ نہ

پائیں وہ میرا چاند تھا۔ جس نے قلیل عرصہ میں ہندوستان و پاکستان کے گوشہ گوشہ میں اپنا نور پھیلایا۔

وہ میرا چاند تھا جس کا چاند نہ آسمان دنیا کے چاند کی چاندنی کی طرح محض سطحی نہ تھا بلکہ دلوں کی گہرائیوں میں پہنچا۔

وہ میرا چاند تھا جس نے ہندوستان و پاکستان میں بنام مظہر الاسلام دو مدرسے قائم کئے جس سے دینی چاند تا قیام قیامت ان شاء اللہ پیدا ہوتے اور دنیا کو جگمگاتے رہیں گے۔

وہ میرا چاند تھا جس کی چاندنی رہتی دنیا تک دنیا میں قائم ودائم رہے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

میری دعا ہے کہ مولائے کریم جل جلالہ وعم نوالہ اس کی قبر کو اپنے چاند علیہ السلام کے نور سے معمور فرمائے، اس پر اپنی رحمت کے پھول برسائے، اسے ریاضِ جنت کی طرح کرے۔ آمین

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

لوحِ تاریخ وصال۔ ۱۳۸۲ھ

فیضانِ تام، فیضانِ اتم	۱۳۸۲ھ
منبع کرم مقبول عصر امیر العلماء	۱۳۸۲ھ
آئینہ اسرار مقصود آفاق زین دانش	۱۳۸۲ھ
آئینہ اسرار مقصود آفاق زین دانش	۱۳۸۲ھ
ہادی بستان، رہبر اسلام نور الہدیٰ	۱۳۸۲ھ
مولانا الاوحد الاسد الاسد الاسعد ارشد بحر علم	۱۳۸۲ھ
دقیقہ فہم، رفیع المرتبت	۱۳۸۲ھ
زبدہ عالم، عالمِ نبیل وفاضلِ جلیل	۱۳۸۲ھ
متوکل سراپا برکت، فہیم عصر، مدرس بے مثال	۱۳۸۲ھ
حاوی فروع واُصولِ محقق، معقول ومنقول، عزیز اولیاء	۱۳۸۲ھ
حقائق آگاہ ومعارف دستگاہ علامہ زمانہ	۱۳۸۲ھ
سعادت ماب مولوی محمد سردار احمد صاحب	۱۳۸۲ھ
ذکی ومحدث باکمال	۱۳۸۲ھ
رضی عنہ مولاہ الصمد	۱۳۸۲ھ

(مستخرجہ۔۔۔سیّدنا مفتی اعظم العلامہ مصطفیٰ رضا بریلوی)

احساسات حضرت مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

کہا کہوں میں ہائے کیا جاتا رہا
آہ دل کا حوصلہ جاتا رہا
سنیوں کا دل نہ بیٹھے کس طرح
زور ان کے قلب کا جاتا رہا
قوتِ دل طاقت دل زور دل
اس کے جانے سے میرا جاتا رہا
وہ محدث وہ محقق وہ فقیہ
عالم علم ہدیٰ جاتا رہا
اس زمانے کا محدث بے مثال
جس کا ثانی ہی نہ تھا جاتا رہا
چل بسا دنیا سے استاد شفیق
مایۂ لطف و عطا جاتا رہا
جو مرقع تھا جمال و حسن کا
وہ نگار اولیاء جاتا رہا
مولوی سردار احمد اٹھ گئے
لطف سارا درس کا جاتا رہا
مسند آرائے سریر علم تھا
صدر دین مصطفی جاتا رہا

غوثِ اعظم قطبِ عالم کا غلام
نائبِ شاہِ رضا جاتا رہا
غوثِ اعظم خواجۂ اجمیر کا
وہ مجسم فیض تھا جاتا رہا
فیض سے داتا کے مالا مال تھا
گنج بخش علم تھا جاتا رہا
پیکر رشد وہدیٰ تھا بالیقین
مظہر احمد رضا جاتا رہا
تھا بہر حالت رضائے حق سے کام
آہ فانی فی الرضا جاتا رہا
حضرت صدرالشریعہ کا وہ چاند
میرا مہر پُر ضیاء جاتا رہا
اعظم خلفاء تھا پاکستان میں
جانشین مصطفیٰ جاتا رہا
دیو کا سر کاٹ کر نوری کہو
چاند روشن علم کا جاتا رہا

حادثہ جانکاہ

حافظِ ملت حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب مبارکپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
قرنہا باید کرتا یک کودک از علم وفن
عالم دانا شود یا شاعر شیریں سخن

زمانہ کروٹیں بدلتا رہتا ہے، بہاروخزاں کے ہزاروں دور آتے جاتے ہیں۔ مولائے کریم کے فضل وکرم کی بارش ہوتی ہے، اس کا دریائے کرم موجزن ہوتا ہے تب کہیں کوئی باکمال ہستی ممتاز شخصیت وجود میں آتی ہے جو فضل وکمال کا آفتاب بن کر چمکتی اور ماہتاب بن کر دمکتی ہے اور اپنے فیوض وبرکات سے عالم کو فیضیاب کرتی ہے، عوام وخواص سب پر اس کا فیضانِ کرم ہوتا ہے سبھی اس سے مستفیض ہوتے ہیں مگر جب وقت آتا ہے تو وہ ذواتِ مقدسہ آن واحد میں رخصت ہوجاتی ہیں اور ان کے وجودِ گرامی سے دنیا خالی ہوجاتی ہے، وہ فضل وکمال کا آفتاب غروب ہوجاتا ہے اور دنیا تاریک ہوجاتی ہے، زمانہ اسی رفتار پر ہے ”العظمۃ للہ والدوام والبقاء لہ تعالیٰ وتقدس“

ابھی ہماری نظروں کے سامنے الحاج حضرت علامہ شاہ محمد سردار احمد صاحب قبلہ محدثِ اعظم پاکستان کے علم وفضل کا آفتاب اپنی پوری تابانی کے ساتھ روشن ودرخشاں تھا، عالم کو منور کررہا تھا، آپ کے فیوض وبرکات سے عالم فیض یاب ہورہا تھا مگر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہم سے رخصت ہوگئے، داغِ مفارقت دے گئے، آپ کی

رحلت وہ حادثہ جانکاہ ہے جس نے شہر سونے کردیئے، بستیاں سنسان کردیں، ہر جگہ سناٹا معلوم ہوتا ہے۔ علم وفضل کا آفتاب کیا غروب ہوا دنیائے اسلام میں صف ماتم بچھ گئی، کہرام مچ گیا، سکتہ کا عالم طاری ہے۔ ''العین تدمع والقلب یحزن وما نقول الا ما یرضی بہ ربنا''

آنکھیں اشکبار ہیں، دل غمگین ہیں، زبانوں پر انا للہ وانا الیہ راجعون جاری ہے، رحلت کی خبر سے دارالعلوم اشرفیہ میں تعطیل کردی گئی، تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، ہر شخص غم واندوہ کا مجسمہ نظر آتا تھا، آنکھیں اشکبار اور چہرے اداس اور کیوں نہ ہو حضرت موصوف علم وفضل کے آفتاب تھے، زہد وتقویٰ کے ماہتاب تھے، امانت و دیانت کے خورشید درخشاں تھے، ہر کمال کے جامع تھے، عالم دین تھے، علامہ زماں تھے، استاد محترم حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ کے ارشد تلامذہ سے تھے، علم وفضل، زہد وتقویٰ میں حضرت قبلہ (صدر الشریعہ) کے صحیح جانشین تھے۔ جامع معقول ومنقول ہر علم میں آپ کو کمال حاصل تھا، بالخصوص فنِ حدیث میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ بلا مبالغہ آپ بخاری زماں تھے۔ آپ کے درس وسیع میں درسِ حدیث کو امتیازِ خصوصی حاصل تھا۔ عالمِ حدیث تھے اس کے ساتھ عاملِ حدیث تھے جو حدیث پڑھی اس پر پورا عمل کیا۔ مشتے نمونہ خروارے ذرا غور کا مقام ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے ''طعام الواحد یکفی الاثنین وطعام الاثنین یکفی الثلاثۃ الحدیث'' یعنی ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کافی ہوسکتا ہے اور دو کا تین کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔ اس حدیث پر حضرت علامہ موصوف نے پورا عمل کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب آپ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف

کے شیخ الحدیث تھے تو میں نے آپ کی خدمت میں ایک طالب علم حافظ محمد صدیق مرادآبادی کو تحصیل علم کے لئے روانہ کیا۔ حضرت موصوف نے اس کو دارالعلوم منظہر اسلام میں داخل کرلیا مگر اس کے کھانے کا انتظام نہ ہوسکا۔ حضرت کا جو کھانا معمولاً آیا کرتا تھا اسی کھانے میں اپنے ساتھ کھلانا شروع کردیا، دو چار دس بیس روز نہیں بلکہ جب تک حافظ محمد صدیق بریلی شریف رہے برابر ان کو اپنے ساتھ اسی ایک کھانے میں شریک رکھا، ان سے فرمایا کرتے تھے کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، ان شاء اللہ دونوں کو کافی ہوگا۔ حافظ محمد صدیق کا بیان ہے کہ میرا پیٹ تو بھر جاتا تھا حضرت مولانا کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ حضرت موصوف علیہ الرحمہ کا یہ وہ عمل ہے جو فی زمانہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔

خوفِ الٰہی وخشیت ربانی، زہد وتقویٰ، اتباعِ سنت آپ کی طبیعت ثانیہ تھی، ہر قول وفعل تمام حرکات وسکنات، نشست و برخاست میں اتباعِ سنت ملحوظ رکھتے تھے۔ زمانۂ طالب علمی میں آپ اس قدر پابند سنت اور متبع شریعت تھے کہ آپ کے لیل ونہار وخلوت وجلوت کے تمام حالات سنتِ کریمہ کے مطابق ہوتے۔

اجمیر مقدس کا پورا دورِ طالب علمی میرے سامنے ہے۔ زمانۂ طالب علمی میں وہ پاک اور ستھری زندگی ہے جو ریاضت ومجاہدہ کے بعد بھی دشوار ہے۔ کم کھانا، کم بولنا، کم سونا، شب وروز تحصیل علم میں مصروف رہنا آپ کا معمول تھا۔ سلسلہ کے وظائف اور نماز باجماعت کے پابند تھے۔ خشیت ربانی کا یہ عالم تھا کہ نماز میں جب امام سے آیت ترہیب سنتے تو آپ پر لرزہ طاری ہوجاتا حتیٰ کہ پاس والے نمازی کو محسوس ہوتا تھا۔ یہ طالب علمی کی مقدس زندگی کی کیفیات ہیں، اس سے آپ کی

روحانیت کا اندازہ ہوسکتا ہے اور آپ کے مقامِ رفیع کا پتہ چل سکتا ہے۔

بلاشبہ حضرت موصوف مجمع البحرین تھے، جامع معقول ومنقول تھے، علم وعمل کے جامع تھے۔ کمالاتِ ظاہری وباطنی سے آراستہ تھے، بزرگانِ دین سلف صالحین کے نمونہ تھے، باقیات الصالحات سے تھے۔ آپ کے تیس سالہ درس وسیع سے ہزاروں تشنگانِ علوم سیراب ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے جید علماء وفضلاء ہیں جو دینِ متین کی شاندار خدمات انجام دے رہے ہیں۔

دارالعلوم مظہر الاسلام لائلپور آپ کی شاندار یادگار ہے۔ مولائے کریم اس کو دوام وثبات عطا فرمائے۔ حضرت مرحوم کا یہ فیض ہمیشہ جاری رہے۔

دعا ہے خداوند کریم حضرت مرحوم کی دینی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمائے، جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے، آپ کے فیوض وبرکات تا قیامت جاری رکھے، پسماندگان متوسلین ومتعلقین ومعتقدین کو صبرِ جمیل واجرِ جزیل عطا فرمائے

آفتاب علم ومعرفت

مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، الہ آباد انڈیا

محبّ عزیز السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ! جناب کے خطوط برائے دریافت احوال حضرت مولانا شاہ سردار احمد صاحب محدث پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان موصول ہوئے۔ فقیر کے ایسے بے قلم اور بے شخص سے ایسے امر اہم کی امید کیسے متوقع ہوسکتی ہے؟ خصوصاً جبکہ پریشانیاں اور آلام زندگی کو از حد مکدر ہو چکے ہوں، محض آپ کے اصرار پر چند غیر مرتب سطریں حوالہ قلم کرتا ہے۔

حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان ابتدائی حالت میں ایک انگریزی داں غالباً میٹرک پاس اسٹوڈنٹ تھے۔ مرشد برحق حضرت حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورۂ پنجاب میں زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس سے کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ نہایت والہانہ طور پر بریلی شریف حاضر ہوئے اور دینیات کی طرف متوجہ ہوکر تحصیلِ علومِ دینیہ شروع کردی۔ اجمیر شریف کی حاضری کے زمانہ میں فقیر سے ملاقات ہوئی اور وہیں کچھ قریب سے احوال کا مطالعہ کیا۔ اس کے علاوہ متعدد مناظروں میں ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ بریلی شریف کے مناظرہ میں فقیر صدارت کررہا تھا وہابیوں کی طرف سے کوئی فیض آبادی مولوی صاحب صدارت کررہے تھے مولوی منظور کی زبوں حالی اس صدر کی وجہ سے اور بڑھ رہی تھی اتنے میں مولوی اسمٰعیل سنبھلی آگئے وہابیوں کی طرف سے تبدیل صدارت کا اعلان ہوا اس پر فقیر نے کہا کہ اگر آپ لوگ اپنے صدر کو نالائق قرار دیں تو ہمیں کوئی عذر نہیں اس پر وہابیوں نے غوغا مچایا کہ ہمارے صدر کی توہین ہورہی ہے فقیر نے کہا اگر نالائق نہیں ہیں تو

مت الگ کیجئے۔ وہ تو ایک وہابیوں کے لئے سانپ کے منہ میں چھچھوندر کا معاملہ تھا ساکت ہو کر صدارت بدلی مولوی اسمٰعیل ہی کہاں تک سنبھال سکتے تھے **من یصلح العطار ما اخذہ الدھر** جان بچانے کے لئے مولوی منظور سنبھلی نے کہا کہ آپ کے امیر مینائی نے امیر اللغات میں ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر بھی لکھا ہے یہاں حفظ الایمان کی عبارت میں ایسا کے معنی اور اس قدر ہے اس پر حضرت محدث علیہ الرحمہ نے کچھ علمی گفتگو شروع کی اس میں فقیر نے صرف اتنا اشارہ کیا کہ اس سے ہی کون سے اچھے معنی پیدا ہوئے جاتے ہیں جو کفری نہ ہوں اور توہین سے نکل جائے مفسر کی تفسیر کو رکھ کر دیکھ لیں۔ اس پر جو حضرت محدث علیہ الرحمہ نے جم کے وار کیا وہ وار نیا نرالا تھا۔ تفصیلی کیفیت روداد سے معلوم ہو سکے گی۔

ضلع اناؤ کے مناظرہ میں عجیب لطیفہ ہوا تھا۔ فقیر اور حضرت شیر بیشہ سنت اور محدث علیہما الرحمہ والرضوان کو مدعو کیا تھا اور ہر ایک کو لکھا کہ دوسرے دو حضرات بھی مدعو ہیں اور عجب اتفاق کہ ہم لوگوں میں سے ہر ایک نے جواب دیا کہ وہ دونوں حضرات تشریف لا رہے ہیں تو فقیر کی کیا ضرورت ان لوگوں نے پریشان ہو کر ہر ایک کو لکھا کہ ہم ایک کو بلانا چاہتے ہیں بمبئی کے مناظرہ کے لئے حضرت حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم دونوں کو ساتھ بھیجا تھا اور وہاں پہلے سے حضرت شیر بیشہ سنت موجود تھے اور اس میں فن مناظرہ کے متعلق خوب خوب گفتگو رہتی تھی۔ ان کی سلامت روی دینداری اور ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ چند لمحات کے لئے بھی اپنا کوئی وقت جانے دینا نہیں چاہتے تھے چند منٹ اگر کوئی کسی اور بات میں مشغول کر لیتا تو پریشان ہو جاتے۔ فرماتے بھئی بہت وقت ضائع ہو گیا ایک دفعہ ایسے موقع پر کسی نے کہا تھا کہ

آپ کے یہاں تھوڑی دیر جو بہت وقت قرار پاتا ہے تو گھنٹہ کتنی دیر کا ہوتا ہے؟ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ۱۵ منٹ کا گھنٹہ سمجھ لیجئے یہ بہت ہے پنجگانہ نماز کے لئے مسجد جا کر کبھی جماعت میں تاخیر پاتے تو وظیفہ پڑھتے رہتے یا کتاب کے مضامین کو غور کرتے رہتے کتاب دیکھنے کے لئے بے چینی ہوتی تو ٹہلتے لگتے اس قدر کتب بینی کرتے تھے اور اتنی عبارتیں یاد تھیں کہ ہم لوگوں نے ان کا نام کتب خانہ رکھ دیا تھا۔ ذہانت ومتانت سے ان کی کدوکاوش از حد بڑھی ہوئی تھی فقیر کو یہ خیال نہیں آتا کہ کبھی کوئی مذاق کا جملہ ان سے سنا ہو، وہ مذاق سے بالکل ناآشنا معلوم ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والہانہ عقیدت ومحبت کے متعلق ان سے کسی نے کہا کہ اتنی عقیدت ومحبت ہے کیا آپ ان کے مرید ہیں؟ تو جوش عقیدت میں بے خیالی سے کہ گئے کہ اسے مرید کیا کہتے ہو میں تو امر دہوں طلباء نے کچھ جملے کہے تب ان کی سمجھ میں آئی اور جھینپ (شرمندگی) ہو گئے۔ پہلے ان کو بیعت ایک پنجابی بزرگ سے تھی جن کا اسم گرامی فقیر کو یاد نہیں آتا غالباً وہ حضرت صوفی محمد حسین صاحب مرادآبادی قادری چشتی علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے لیکن ہمارے حضرت حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ بہت زیادہ غالب تھا بظاہر حضرت کی محبت میں وہ سدھر گئے اور کچھ کے کچھ ہو گئے لیکن فقیر کے خیال میں حضرت کی قادر نظر کچھ ایسی گہری پڑ گئی کہ اس نظر کیمیا اثر نے ان کو جواہر بجواہر بنا دیا اس موقع پر حضرت بندہ نواز سید محمد حسین گیسودراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک منقول شعر یاد آتا ہے۔

اگر از جانب معشوق بنا شد کششے
کوشش عاشت بیچارہ بجائے نہ رسد

حق ہے

آناں کہ ہماک رابنظر کیمیا کنند — آیا بو کہ گوشہ چشمے بنا کنند

اپنے قیام پاکستان کے متعلق جگہ کی تشخیص کا خیال ہوا تو حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ مدظلہم العالی و دامت برکاتہم العالیہ (علیہ الرحمہ) سے ارشاد فرمایا تو حضرت نے لائلپور کی طرف اشارہ فرمایا وہاں ہزاروں مخالفتوں اور عوائق کے باوجود اس طرح جم گئے کہ اس وہابیت نگر کو سنیت آباد بنا کر چھوڑا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضیٰ عنا کے دونوں صاحبزادگان کے حضرت محدث پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان سراپا برکت نشان تھے ایک تن تنہا اور بے سروسامان کا سلف صالحین کے پیروی میں اجنبی جگہ جا کر مقیم ہو جانا اور مختصر عرصہ میں دین متین کو اس طرح عروج دینا کہ ایک زبردست دارالعلوم کا قیام ہو جائے اور ہزاروں ان سے مستفیض ہوں ایک امر غریب ہے اور سنا ہے کہ مدرسہ میں لاکھوں روپے کی رقم موجود ہے۔ آخر میں اظہار مقبولیت کا ایک زبردست کرشمہ دیکھئے کہ جنازہ میں لاکھوں کا اژدہام رہا ایسے ہی لوگ موت العالم اور موت العالم ثلمۃ فی الدین کے مصداق ہوتے ہیں جی چاہتا ہے کہ اپنے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر اخیر میں درج کروں۔

موت عالم موت عالم ثلمۃ دین نبی — جان تو جان جہاں جان جہاں بر تو نثار

وھو الباقی و له البقاء کل شیء ھالک الا وجهه